بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

حافظ عاکف سعید

اصلاحِ احوال کا راستہ

اس ۲۷ رمضان المبارک کو جسے عرفِ عام میں لیلۃ القدر کہا جاتا ہے' پاکستان نے اپنی عمر کے ۵۳ سال مکمل کئے اور ۵۴ ویں برس میں قدم رکھا۔ اس موقع پر جمعۃ الوداع کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی اور داعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے پاکستان کی اب تک کی تاریخ اور اہل پاکستان کی کارگزاری کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے "کیا کھویا اور کیا پایا؟" کے عنوان سے ایک بھرپور اور نہایت حقیقت پسندانہ جائزہ پیش کیا کہ قومی و سیاسی' دینی و مذہبی' علمی اور اخلاقی' فنی و تعلیمی اور سماجی و معاشی اعتبار سے پچھلے ۵۳ برسوں میں ہم نے کتنی کچھ ترقی کی ہے اور کیسی کچھ تنزلی ان میدانوں میں ہوئی ہے —— اس جائزے کے نتیجے میں بحیثیت مجموعی جو قومی صورتحال سامنے آئی وہ انتہائی سنگین اور تشویشناک ہی نہیں نہایت مایوس کن بھی نظر آتی ہے۔ چند ایک کامیابیوں کے سوا کہ جن میں قراردادِ مقاصد کا پاس ہونا' دستورِ پاکستان میں اسلامی دفعات کی شمولیت اور ایٹمی دھماکہ کر گزرنا قابل ذکر ہیں' قریباً ہر میدان میں ہم آج تنزلی اور انحطاط کی آخری حدوں کو چھو رہے ہیں اور ستم بالائے ستم یہ کہ سودی معیشت کی تباہ کاریوں کے باعث معاشی اعتبار سے مفلوج ہونے اور سودی قرضوں کی دلدل میں گردن تک غرق ہونے کے باوجود آج بھی ہمارے حکمران اپنا قبلہ درست کرنے پر آمادہ نظر نہیں آتے۔ ان کی ساری اُمیدیں اب بھی آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے وابستہ ہیں اور ان کا ملجا و ماویٰ اور واحد پناہ گاہ اور سہارا آج بھی امریکہ ہے جس کی بے وفائی اور بدعہدی کا تجربہ ہمیں ہر اس نازک موقع پر ہوا کہ جب ہمیں اس کی مدد اور حمایت کی اشد ضرورت تھی۔ گویا ؎

میرا یہ حال بوٹ کی ٹو چاٹتا ہوں میں
ان کا یہ حکم دیکھ مرے فرش پر نہ رینگ!

اللہ کے اس واضح حکم کے ہوتے ہوئے کہ "اے مسلمانو! یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ (انہیں اپنا حمایتی اور مددگار مت سمجھو)" —— اور سود کے بارے میں سخت ترین وعید کہ "اگر تم ایسا نہیں کرتے (یعنی سود نہیں چھوڑتے) تو سن لو کہ پھر اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے" کے باوجود ہمارا طرزِ عمل اللہ کے غضب کو بھڑکانے اور اس کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف نہیں تو پھر کیا ہے!!

یہ امر واقعہ ہے کہ موجودہ حکومت سے جو توقعات پاکستان کے عوام نے وابستہ کی تھیں' انہیں خواہ کسی کمترین پیمانے سے بھی ناپ لیا جائے' پوری نہیں ہوئیں بلکہ ہر اعتبار سے محض سراب ثابت ہوئیں۔ امن و امان کی بحالی کا معاملہ ہو یا معاشی استحکام کا' علم و تعلیم کے فروغ کا معاملہ ہو یا جمہوری اقدار و روایات کے احترام کا' داخلی استحکام کا معاملہ ہو یا خارجہ حکمت عملی کا' ہوشربا گرانی کے جن کو بوتل میں بند کرنے کا دعویٰ ہو یا پولیس کے بے لگام محکمے کو لگام دینے کا' کشکول توڑنے کا دعویٰ ہو یا خود انحصاری کے عزم کا' بے روزگاری ختم کرنے کا معاملہ ہو یا افراط زر میں کمی کا' ہر ہر معاملے میں موجودہ حکومت کی کارکردگی کے گراف کا جھکاؤ زیرو نہیں بلکہ منفی قدر کی جانب ہے۔ چند جزوی انتظامی معاملات میں کسی قدر کامیابی ضروری ہوئی ہے' مثلاً درسگاہوں میں داخلوں اور ملازمتوں کے ضمن میں میرٹ کی بحالی کی کوشش وغیرہ' لیکن یہ کامیابیاں ملکی و قومی اہمیت کے اعتبار سے دوسرے درجے کے معاملات سے متعلق ہیں۔ ملک و قوم کو درپیش اہم ترین اور بنیادی مسائل میں پرنالہ آج بھی وہیں گر رہا ہے جہاں فروری ۹۷ء کے انتخابات سے پہلے تھا بلکہ صورتحال پہلے سے بدتر ہے۔

ان حالات میں اصلاحِ احوال کی صورت تو یہی ہے' بقول امیر تنظیم اسلامی' کہ میاں نواز شریف اور ان کا وہ قریبی حلقہ جس کے ہاتھ میں ملک کے تمام معاملات کی باگ ڈور ہے' خلوص دل کے ساتھ اللہ کی جناب میں توبہ کریں' سود کے خاتمے کا فی الفور اعلان کر کے اللہ اور رسولؐ کے ساتھ جاری جنگ کو بند کریں اور قرآن و سنت کی بالادستی کو زندگی کے تمام اجتماعی گوشوں میں یقینی بنانے کے لئے مخلصانہ کوشش کا آغاز کر دیں —— اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو اللہ کی مدد اور حمایت یقینی طور پر پاکستان اور اہل پاکستان کو حاصل ہو جائے گی اور پھر دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی قوت و طاقت ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ تاہم اس کے لئے اس یقین و ایقان کی ضرورت ہے کہ ؎

کیا ڈر ہے اگر ساری خدائی ہے مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے!

یہ راستہ دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی کا راستہ ہے —— معاشی بدحالی کہ جس کے ہاتھوں مجبور ہو کر لوگ خودکشی اور خودسوزی پر آمادہ ہو رہے ہیں' سے نجات اسی راستے سے ملے گی اور بدامنی و دہشت گردی سے چھٹکارا بھی اسی ذریعے سے ہو گا —— لیکن اگر ہمارے حکمران پرانی ڈگر کو چھوڑ کر اپنا قبلہ درست کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے تو پھر دینی و مذہبی جماعتوں اور قوتوں کے لئے لازم ہے کہ وہ

"تقدیر تو مبرم نظر آتی ہے و لیکن
پیرانِ کلیسا کی دعا ہے کہ یہ ٹل جائے"

کے مصداق سر پر مسلط عذاب الٰہی کو ٹالنے کی خاطر فوری تدبیر کے طور پر مل جل کر ایک غیر سیاسی اور خالص اسلامی محاذ تشکیل دیں جو کسی سیاسی معاملے کو ایشو بنانے کی بجائے "اسلام لاؤ' پاکستان بچاؤ" کے نعرہ کے ساتھ یہ صرف اور صرف دین و شریعت کے نفاذ اور سود کے خاتمے کے لئے ایک پریشر گروپ کے طور پر تحریک اٹھائے۔ تنظیم اسلامی اور اس کے امیر نے اللہ کی نصرت و تائید کے بھروسے پر اس کے لئے دینی جماعتوں کو دعوت عمل اور مسلمانان پاکستان کو دعوتِ فکر دینے کی جدوجہد کا آغاز کر دیا ہے —— اس ضمن میں ابتدائی قدم کے طور پر ایک اشتہار قومی اخبارات میں شائع کرایا جا رہا ہے جس کا عکس زیر نظر شمارے کے آخری صفحہ پر شائع کر دیا گیا ہے۔ دینی جماعتوں کے سربراہان سے ملاقات اور گفتگو کا آغاز بھی بحمد اللہ ہو گیا ہے۔ السعی منا والاتمام من اللہ ○○

اللہ نے مسلمانانِ ہند کو پاکستان اس لئے عطا کیا کہ وہ انہیں ایک موقع دے کر آزمائے

27 رمضان المبارک کو پاکستان کے 53 سال مکمل ہو چکے ہیں لیکن ہم نے اس عرصہ میں ترقی کے بجائے تنزلی کی منازل طے کی ہیں

دستور میں اگرچہ اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن چور دروازوں کی موجودگی کے باعث دستور منافقت کا پلندہ بن کر رہ گیا ہے

امریکہ نے ہر مشکل موڑ پر پاکستان کو دھوکہ دیا لیکن ہم نے پہلے دن سے اسی کو اپنا ملجا و ماوی اور آقا و پشت پناہ قرار دے رکھا ہے

۱۹۷۱ء میں پاکستان دولخت ہونے کی صورت میں "چھوٹے عذاب" کے بعد اب بڑا عذاب ہمارے سروں پر منڈلا رہا ہے

مذہبی سطح پر آج جس انداز میں فرقہ وارانہ قتل و غارت کی لہر ابھری ہے اس کی مثال پوری تاریخ میں نہیں ملتی

موجودہ حکومت کا عالمی مالیاتی اداروں اور امریکہ کے چنگل سے نکلنے کے کوئی ارادہ نظر نہیں آتا

دینی جماعتیں قومی اتحاد کی طرز کا ایک خالص دینی بنیاد پر "پاکستان اسلامی اتحاد" قائم کریں

"نواز اینڈ کو" پر مشتمل موجودہ حکومتی ٹولہ اسلام کی طرف پیش رفت کرتا نظر نہیں آتا

عذاب الٰہی سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ حکومت توبہ کا راستہ اختیار کرے

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے ۱۵ جنوری ۹۹ء کے خطاب جمعۃ الوداع کی تلخیص

مرتب : فرقان دانش خان

حمد و ثنا، تلاوتِ آیات اور ادعیۂ ماثورہ کے بعد فرمایا :

معزز حاضرین! آج ۲۷ رمضان المبارک کو قمری تقویم کے حساب سے پاکستان کی عمر ۵۳ برس ہو چکی ہے جبکہ آج رات پاکستان ۵۴ ویں برس میں داخل ہو جائے گا۔ اس اعتبار سے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم جائزہ لیں کہ ہم نے اب تک کیا کھویا کیا پایا۔ ہم خارجی اور داخلی اعتبار سے آج کس مقام پر کھڑے ہیں۔ گویا ہم اپنی ایک بیلنس شیٹ مرتب کریں۔ اس کیلئے ہم قرآن پاک ہی سے رہنمائی لیں گے۔ قرآن پاک میں آیا ہے کہ اس میں تمہارا ذکر موجود ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اس قرآن حکیم میں تم سے پہلے لوگوں کی خبریں بھی ہیں اور تمہارے بعد آنے والے لوگوں کے حالات بھی ہیں اور تمہارے مابین اختلافات کی خبریں بھی ہیں۔ اس لحاظ سے سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۲۶ کی آج تلاوت کی جاتی ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مبارکہ تحریک پاکستان ہی کیلئے نازل ہوئی ہے

﴿ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ ﴾

"اور (اس وقت کو) یاد کرو جب تم زمین میں قلیل اور ضعیف سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمہیں اُڑا نہ لے جائیں (یعنی بے خانماں نہ کر دیں) تو اللہ نے تم کو جگہ دی اور اپنی مدد سے تم کو تقویت بخشی اور رزق دیا تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو"۔

تاویل عام سے تو اس آیت میں ارض مکہ مراد ہے جبکہ تاویل خاص میں میں اسے ارضِ ہندوستان سے تعبیر کر رہا ہوں۔ کیونکہ انگریزوں نے مسلمانوں سے حکومت چھینی تھی اس لئے مسلمانوں کو ہر لحاظ سے دبایا گیا جس سے مسلمان زندگی کے ہر میدان میں بہت پیچھے رہ گئے۔ ہماری معاشرت، معیشت، ثقافت، تمدن تہذیب حتیٰ کہ مذہب پر بھی ہندو کا غلبہ تھا۔ مسلمانوں کو یہ خطرہ بھی تھا کہ اگر یہ ملک ایک وحدت کی حیثیت سے آزاد ہو گیا اور انگریز یہاں سے چلا گیا تو ہندو ہمیں بالکل ختم کر کے رکھ دے گا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں پناہ دی اور ہماری خاص مدد کی ہمیں رزق بھی دیا اور پاکستان جیسا ملک دیا۔ یہ واقعتاً معجزے سے کم نہیں۔ گاندھی کا یہ کہنا کہ پاکستان میری لاش پر بنے گا اور قائداعظم کے کینسٹ مشن کو تسلیم کرنے کے باوجود پاکستان کا قائم ہو جانا اللہ کی خاص عنایت ہے۔ اس کے علاوہ تحریک پاکستان میں احیائے اسلام کا جذبہ بھی کارفرما تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے حجت قائم کرنے کے لئے پاکستان عطا کر دیا۔ جیسا کہ علامہ اقبال نے صحیح احادیث کی روشنی میں اپنے کلام میں کئی مقامات پر احیائے اسلام کی نوید سنائی ہے ؎

کتابِ ملت بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے
یہ شاخ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ و بر پیدا

دراصل اللہ نے پاکستان اس لئے دیا کہ جب مسلمانانِ ہند کو آزاد ملک ملے تو اللہ یہ دیکھے کہ اب یہ کیا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے ہندو کی پون صدی کی جدوجہد (کہ ہندوستان کو آزاد کروا کے یہاں ہندو راج قائم کیا جائے) کے باوجود ان کی ہر تدبیر کو اُلٹا کر دیا تاکہ وہ ہمیں موقع دے کر آزمائے۔ سورۂ اعراف میں آیا ہے کہ

"قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کرے۔ تمہیں زمین کی خلافت دے اور دیکھے کہ تم کیا کرتے ہو"۔ (الاعراف : ۱۲۹)

اس لئے آیئے ہم ان ۵۳ سالوں میں اجتماعی زندگی کے مختلف گوشوں کا جائزہ لیں کہ ہم نے کیا کھویا کیا پایا؟

۱) ان گزشتہ ۵۳ سالوں میں اگرچہ دستوری سطح پر کچھ پیش رفت ہوئی ہے اور ہم نے دستوری سطح پر اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کیا ہے لیکن دوسری طرف دستور میں نفاذِ شریعت کی راہ میں قدم قدم پر رکاوٹیں کھڑی کر دی گئی ہیں جس کے باعث دستورِ پاکستان منافقت کا پلندہ بن کر رہ گیا ہے۔

۲) اسی طرح سیاسی طور پر ہم قیامِ پاکستان سے اب تک افراتفری کا شکار رہے۔ پاکستانی قوم مختلف قومیتوں میں منقسم ہو چکی ہے اور ہم سیاسی سطح پر ایک نابالغ (Retarded) قوم کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔

۳) معاشی طور پر ہمارا ریکارڈ بدترین ہے۔ پوری معیشت کا تانا بانا سود اور جوئے پر مبنی ہے۔ ظالمانہ جاگیرداری نظام جوں کا توں موجود ہے۔ محنت کسان کرتا ہے' عیش جاگیردار کے حصے میں آتا ہے۔ اس کے علاوہ صدر ایوب کے دورِ حکومت میں صنعتی ترقی کے نتیجے میں ایک ایسا نو دولتیا طبقہ وجود میں آچکا ہے جس نے اسراف و تبذیر کے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔

۴) سماجی سطح پر بے پردگی' بے حیائی اور فحاشی عام ہو چکی ہے۔ میڈیا سفلی جذبات کو ابھارنے کا پورا سامان مہیا کر رہا ہے جس کے نتیجے میں بے راہ روی اور گینگ ریپ عام ہے۔

۵) امن و امان کی سطح پر قتل' ڈکیتیاں' دہشت گردی' چوریاں' غارت گری اور اغوا برائے تاوان معمول کا حصہ بن گئے ہیں' یہی وجہ ہے کہ ہمارے وزیراعظم بھی جنہیں اسلام کے نظامِ عدل و قسط میں صرف سزاؤں اور تعزیرات والا حصہ پسند ہے' شریعت بل جلد منظور کرانے کے لئے بے چین ہیں تاکہ ملک میں امن و امان قائم ہو سکے۔

۶) تعلیمی سطح پر دینی و دنیاوی تعلیم کی تقسیم اب بھی باقی ہے جو انگریزی دور کی پیداوار ہے کیونکہ انگریز کے دور میں کالجوں' یونیورسٹیوں میں دینی تعلیم نہیں دی جا رہی تھی۔ اس لئے دینی مدرسے کھولنے پڑے' لیکن اب ان کا کیا جواز ہے۔ شرح خواندگی خطرناک حد تک کم ہو چکی ہے۔ تعلیم کو پبلک سیکٹر سے ختم کر کے پرائیویٹائز کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ تعلیم اب ملک کی ایک بڑی اور نفع بخش صنعت بن گئی ہے۔

۷) اخلاقی سطح پر پوری قوم منافقت کی علمبردار بن کر ابھری ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا "منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب بولے جھوٹ بولے' وعدے کرے تو وعدہ خلافی کرے اور امین بنایا جائے تو خیانت کا مرتکب ہو اور خواہ ایسا شخص نمازی اور روزہ دار ہو' وہ منافق ہے"۔ چنانچہ جھوٹ' خیانت اور وعدہ خلافی من حیث القوم عروج پر ہے۔

۸) فرقہ واریت اگرچہ پہلے بھی تھی' شیعہ سنی کا مسئلہ پہلے بھی تھا۔ ماہِ محرم میں شیعہ سنیوں میں کھٹ پٹ ہو جایا کرتی تھی لیکن جس انداز سے اب پاکستان میں فرقہ وارانہ قتل و غارت ہو رہی ہے اس کی مثال پوری اسلامی تاریخ میں نہیں ملتی۔

۹) خارجہ پالیسی میں تو ہم نے پہلے دن سے طے کر لیا تھا کہ ہمارا ملجا و ماویٰ' آقا و پشت پناہ امریکہ بہادر ہے۔ حالانکہ امریکہ نے ہر مشکل موڑ پر ہمیں دھوکہ دیا۔ نتیجتاً اب ہم اس کے گھڑے کی مچھلی بن گئے ہیں جب کہ قرآن کہہ رہا ہے کہ

"یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بناؤ یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور تم دیکھو گے کہ جن کے دلوں میں (نفاق کا) روگ ہے۔ وہ اِنہی میں گھسنے کی کوشش کریں گے اور کہتے یہ ہیں کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ ہم پر کوئی مصیبت نہ آجائے (کیونکہ یہی ہمیں بچا سکتے ہیں)"۔

(المائدہ : ۵۱)

۱۰) اسی طرح ہر سطح پر انگریز کا نظام آج بھی جوں کا توں برقرار ہے۔ انگریز کے نظام سے اثر انگیزی کی انتہا تو یہ ہے کہ ہم صوبوں کی حدود کو تبدیل کرنے سے بھی ڈرتے ہیں جو انگریز قائم کر گیا۔ یہاں تک کہ آزاد قبائل بھی جو کہ انگریز دور کی پیداوار ہیں' ہم نے ان کا سٹیٹس تبدیل کرنے کی آج تک کوئی کوشش نہیں کی۔ گویا آزاد تو وہی ہیں' باقی ساری پاکستانی قوم محکوم ہے!!

ان مذکورہ بالا بداعمالیوں کے باعث ۱۹۹۶ء کے اواخر میں یوں محسوس ہوتا تھا کہ ہم تباہی کے آخری گڑھے کے نزدیک پہنچ گئے ہیں۔ لیکن ۱۹۹۷ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کو غیر متوقع طور پر بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی تو ایسا لگا کہ مسلم لیگ کا احیاء ہو گیا ہے اور اب ملک کی صورتحال بدلے گی۔ خارجی طور پر ہم غیر اقوام سے اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر بات کر سکیں گے۔ داخلی طور پر ممبران اسمبلی کی بلیک میلنگ سے جان چھوٹے گی۔ تاہم ایک بات اس وقت بھی قابل تشویش تھی کہ انتخابی مہم میں اس مسلم لیگ اور اس کے قائد نواز شریف صاحب نے اسلام کا نام نہیں لیا تھا جس پر ہندوستان میں خوشیاں منائی گئیں کہ پاکستان میں مسلم بنیاد پرستی کی موت واقع ہو چکی ہے' یعنی پاکستان میں اس جماعت کو مینڈیٹ ملا ہے جس نے اسلام سے اپنی شناخت قائم نہیں رکھی۔ تاہم ہم نے مسلم لیگ کی قیادت سے نیک گمان رکھتے ہوئے دستور کی منافقت کو دور کرنے کے لئے چند دستوری ترامیم تجویز کیں۔ اس ضمن میں ۲۳ فروری ۱۹۹۷ء اور مئی ۱۹۹۷ء کو میاں محمد شریف فیملی کا مجھ سے ملاقات کے لئے آنا بھی میرے نزدیک غیر متوقع طور پر خوش فہمی کا باعث تھا۔ پھر ۲۴ مئی کو میں وفد لے کر وزیراعظم ہاؤس میں ملا لیکن خیر کا کوئی پہلو برآمد نہیں ہوا۔ بلکہ نفاذ شریعت اور سود کے خاتمہ کے مجھ سے کئے گئے وعدوں کے برعکس نواز شریف صاحب نے یکے بعد دیگرے دو آئینی ترامیم اپنی پوزیشن مستحکم کرنے کے لئے کرائیں۔ چنانچہ ۴/ اپریل ۹۷ء کو تیرھویں ترمیم کے ذریعے صدر کی حیثیت ختم کر دی۔ ۴/ جنوری ۹۸ء کو چودھویں ترمیم کے ذریعے ممبران قومی اسمبلی کی حیثیت بھی ختم ہو گئی جبکہ صدارت کے لئے بھی اپنا ایک آزمودہ' بلکہ خدمت گار امیدوار سامنے لایا گیا جس کا کوئی سیاسی پس منظر نہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ صدر کے پنجابی ہونے کی وجہ سے صوبوں میں احساس محرومی پیدا ہوا۔

خدا خدا کر کے نفاذ شریعت کے نام پر پندرھویں ترمیم آئی۔ لیکن اس کا مقصد بھی سول آمریت قائم کرنا تھا اور اب پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار قانون سازی کے لئے پارلیمنٹ کا جو مشترکہ اجلاس بلانے کی کوشش کی جا رہی ہے یہ ملک کو پنجابی فاشزم کی طرف دھکیلنے کی کوشش ہے جو دوسرے صوبوں میں احساس محرومی کا باعث بن سکتا ہے اور جس کا ردعمل بہت خوفناک ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں سود کے خاتمہ کے لئے راجہ ظفر الحق کمیشن کی رپورٹ دبا کر اور سود کے خلاف اپیل واپس لینے کی بجائے اب فیڈرل شریعت کورٹ کو کہا جا رہا ہے کہ وہ متبادل راستہ بتائے حالانکہ یہ عدالت کا کام نہیں۔ دوسری طرف امریکہ کی خوشامد میں موجودہ حکومت نے سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ سی ٹی بی ٹی' ایف ایم سی ٹی کے لئے راہ ہموار ہو چکی ہے اور موجودہ حکومت ایٹمی ٹیکنالوجی سے دستبردار ہونے کو تیار ہے۔

ایف ۱۶ کے پیسے واپس لانے کی کامیابی بھی کوئی بڑی کامیابی نہیں کیونکہ یہ قدم تو امریکہ کی حکومت نے پاکستان کے عالمی عدالت میں جانے کے خوف سے اٹھایا ہے۔ اور رقم بھی پوری کہاں دی ہے۔ حد تو یہ ہے کہ ایف ۱۶ جو کہ

ہمیں دیئے نہیں گئے ان کے سروس چارجز اور گندم کے نام پر رقم کا ایک بڑا حصہ تو ویسے روک لیا گیا ہے ——
چنانچہ اب یہ بات بالکل واضح ہو چکی ہے کہ موجودہ حکومت اسلام کی جانب کسی پیش رفت کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ انہیں صرف اسلام کے سزاؤں والے پہلو سے دلچسپی ہے اور اس حد تک وہ مخلص بھی ہیں۔ لیکن آئی ایم ایف ' ورلڈ بینک اور امریکہ کے چنگل سے نکلنے کی نہ صرف یہ کہ کوئی خواہش نظر نہیں آتی بلکہ ان کی کامل فرمانبرداری اختیار کرتے ہوئے ان کے تعاون سے ایک پارٹی کی عوامی آمریت قائم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے جو پاکستان کے لئے سم قاتل کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان حالات میں یوں نظر آتا ہے کہ کہیں بڑا عذاب ہمارے سروں پر نہ منڈلا رہا ہو۔ کیونکہ یہ اللہ کی سنت ہے کہ بڑے عذاب سے پہلے چھوٹا عذاب آیا کرتا ہے۔ ۱۹۷۱ء میں پاکستان کا دولخت ہونا چھوٹے عذاب کی شکل تھی۔ چنانچہ عذاب اکبر کی صورت میں شدید اندیشہ ہے کہ اب شاید دنیا کے نقشے پر پاکستان کا وجود بھی باقی نہ رہے۔ امریکہ میں ایک کتاب چھپی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ۲۰۰۶ء تک پاکستان کے کئی حصے ہو جائیں گے اور اس خطے کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ ریاست بلوچستان ہوگی۔ سندھ الگ ہو گا' جنوبی پنجاب کا نام شاید پاکستان رہ جائے۔ واللہ اعلم

البتہ اس متوقع عذاب سے بچنے کی ایک راہ ہے کہ "نواز اینڈ کو" پر مشتمل موجودہ حکومتی ٹولہ فل اباؤٹ ٹرن یعنی توبہ کرے۔ دوسرے کفر بالطاغوت کے طور پر ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے چنگل سے نکلنے کے لئے قرض کی رقم پر سود ادا کرنے سے انکار کر دیا جائے اور اعلان کر دیا جائے کہ ہم سی ٹی بی ٹی اور ایف ایم سی ٹی پر دستخط نہیں کریں گے۔

تیسرے یہ کہ اللہ پر ایمان کا حق ادا کرتے ہوئے پندرھویں ترمیم واپس لے کر تنظیم اسلامی کی پیش کردہ مجوزہ ترامیم کی روشنی میں پاکستان کو مکمل اسلامی ریاست بنانے کی غرض سے پارلیمنٹ میں نیا بل پیش کیا جائے۔

چوتھے' اندرون ملک سود فی الفور ختم کیا جائے اور مزارعت کے جائز یا ناجائز ہونے کا فیصلہ کرنے کے لئے علماء کا بورڈ بٹھایا جائے' نیز الیکٹرانک میڈیا سے فحاشی ختم کر کے اسے بھی مسلمان بنایا جائے۔

اگر اس کے باوجود بھی نواز شریف حکومت اپنی روش برقرار رکھتی ہے تو عذاب الٰہی سے بچنے کا دوسرا راستہ یہ ہے کہ دینی اور مذہبی جماعتیں قومی اتحاد کی طرز کا ایک خالص دینی بنیاد پر "پاکستان اسلامی اتحاد" قائم کریں۔ لیکن یہ اتحاد پاور پالیٹکس سے کنارہ کشی اختیار کرے اور ایک پریشر گروپ کی حیثیت سے "اسلام لاؤ ملک بچاؤ" کے ایک نکاتی ایجنڈے پر متفق و عمل پیرا ہو۔ اس کام کے لئے میں خود تمام دینی رہنماؤں کی خدمت میں جاؤں گا۔ تنظیم اسلامی اس اتحاد میں کوئی عہدہ قبول نہیں کرے گی بلکہ خدمت گاروں کی حیثیت سے ساتھ چلے گی البتہ اس اتحاد نے اگر اپنا رخ بدلا تو پھر ہم الگ ہو جائیں گے۔

تیسرا راستہ یہ ہے کہ اگر یہ دونوں چیزیں لاحاصل رہیں تو پھر تنظیم اسلامی بہرکیف اپنے پروگرام پر قائم و دائم رہے گی۔ یعنی

۱) قرآن کی تدریس کے ذریعے لوگوں کو تجدید ایمان' توبہ اور تجدید عہد' توبہ کی طرف راغب کرنا۔

۲) جو لوگ اسلامی انقلاب کی جدوجہد کے لئے کمر کس لیں ان کو منظم کرنا اور ان کی تربیت کا اہتمام۔

۳) جب تک تعداد اتنی نہیں ہو جاتی کہ نظام کو چیلنج کیا جا سکے اس وقت تک خیر کی دعوت' نیکی کا حکم اور برائی سے روکنے کا کام زبان و قلم سے کرنا۔

۴) جب معتدبہ تعداد جمع ہو جائے تو "نھی عن المنکر بالید" کیا جائے گا جسے غیر مسلح بغاوت کہا جا سکتا ہے کہ اب ہم یہ منکر چلنے نہیں دیں گے۔ اس مرحلے پر ہم خود اپنی جانیں دیں گے لیکن کسی کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

اس طرح ہمیں اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ کم از کم وہ ہمیں دنیوی اور اُخروی عذاب سے محفوظ رکھے گا اور ہو سکتا ہے کہ یہ بچی کھچی قوت اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے ضمن میں کوئی کردار ادا کر سکے۔

طالبانِ قرآن کے لئے

ایک خوش کن اطلاع

"الہدیٰ سیریز" کے عنوان سے پاکستان ٹی وی پر نشر ہونے والے

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے دروسِ قرآن

کی سلسلہ وار اشاعت "حکمت قرآن" میں جاری ہے۔ ان دروس کو اب کتابی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے۔ درج ذیل کتابچے طبع ہو چکے ہیں اور مکتبہ انجمن پر دستیاب ہیں :

درس 2 : نیکی کا حقیقی تصور (سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۷۷ کی روشنی میں)

درس 3 : حکمت قرآنی کی اساسات (سورۃ لقمان کے دوسرے رکوع کی روشنی میں)

درس 4 : حظ عظیم (سورۃ حم السجدہ کی آیات کی روشنی میں)

درس 5 : سورۃ الفاتحہ —— قرآن حکیم کے فلسفہ و حکمت کی اساسِ کامل

درس 6 : عقل' فطرت اور ایمان (سورۃ آل عمران کے آخری رکوع کی روشنی میں)

درس 7 : نورِ فطرت اور نورِ وحی (سورۃ النور کے پانچویں رکوع کی روشنی میں)

درس 8 : ایمان اور اس کے ثمرات و مضمرات (سورۃ التغابن کی روشنی میں)

نوٹ : درس ۲' ۳' ۶' ۷ پر مشتمل کتابچوں کی قیمت ۶ روپے' درس ۴' ۵ کی قیمت ۷ روپے فی کتابچہ اور درس ۸ کی قیمت ۸ روپے ہے۔

(واضح رہے کہ درس نمبر 1 "راہِ نجات" پہلے سے طبع شدہ موجود ہے۔
مزید برآں درس نمبر 9 سے 13 تک کے کتابچے زیر طبع ہیں)

خوش آں دم کہ ایں نکتہ رابازیابی

وزیراعظم صاحب! پاکستانیوں پر تو آسمان گر چکا ہے اور وہ اپنی "قیامت" اپنے ہاتھوں ڈھا رہے ہیں

جس طرح مفلسی فرد کو کفر تک پہنچا دیتی ہے' ویسے ہی افلاس قوموں کو بے وقعت اور بے وقار کر دیتا ہے

مرزا ایوب بیگ' لاہور

قومی اسمبلی میں وزیر خزانہ اور وزیر اعظم کی کچن کیبنٹ کے اہم رکن اسحاق ڈار نے بڑے پرجوش اور فخریہ انداز میں اعلان کیا ہے کہ آئی ایم ایف نے پاکستان کے لئے بیل آؤٹ پیکج کی منظوری دے دی ہے۔ پاکستان کے لئے تین سال کی مدت کے لئے ایک ارب چھپن کروڑ ڈالر کا قرض منظور ہوا ہے جس کی پہلی قسط کے طور پر ۲۵ کروڑ ڈالر اگلے چند دنوں میں پاکستان کو مل جائیں گے۔ حکومتی حلقے اس قرضے کی منظوری پر والہانہ مسرت کا اظہار کر رہے ہیں اور اسے عالمی مالیاتی اداروں کی طرف سے موجودہ حکومت کی پالیسیوں پر اعتماد کا اظہار قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ قرض جن شرائط کے تحت ہم حاصل کر سکے ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں :

۱) قومی پیداوار میں سالانہ اضافہ موجودہ شرح یعنی تین تا چار فیصد سے بڑھا کر پانچ تا چھ فیصد کیا جائے۔

۲) اگلے دو سال میں افراط زر کی شرح کم کر کے چھ فیصد تک کی جائے۔

۳) بین الاقوامی ادائیگیوں کے توازن میں موجودہ خسارہ جو اس وقت مجموعی قومی پیداوار کا تین فیصد ہے اسے کم کر کے ڈیڑھ فیصد کیا جائے۔

۴) بجٹ کا خسارہ جو مجموعی قومی پیداوار کا ۵.۵ فیصد ہے اسے کم کر کے ۴.۳ فیصد کیا جائے۔

۵) جنرل سیلز ٹیکس کی شرح ساڑھے بارہ فیصد سے بڑھا کر پندرہ فیصد کی جائے۔

۶) حکومت غیر پیداواری اخراجات میں کمی کرے۔

۷) واپڈا اور کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن کی مالی حالت بہتر بنانے کے لئے بجلی کی قیمت میں اضافہ کیا جائے۔

۸) گندم پر دی جانے والی سبسڈی کم کی جائے۔

۹) زراعت پر بھی سیلز ٹیکس لگایا جائے اور انکم ٹیکس کی وصولی کی شرح بہتر بنائے۔

حکومت پاکستان نے چونکہ یہ شرائط تسلیم کر لی ہیں لہٰذا آئی ایم ایف کے ایگزیکٹو بورڈ نے اپنے حالیہ اجلاس میں اس پیکج کی منظوری دے دی ہے۔ چنانچہ ایسی خبریں گردش کر رہی ہیں کہ حکومت بجلی اور سوئی گیس کی قیمت میں کم از کم بیس فیصد اضافہ کر رہی ہے۔ پٹرولیم کی مصنوعات بھی سیلز ٹیکس میں اضافے سے مہنگی ہو جائیں گی۔ اس پس منظر میں وزیراعظم کا یہ بیان کہ نہ آسمان گرا نہ کوئی بحران پیدا ہوا اور آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک نے پیکج کی منظوری دے دی' ظاہر کرتا ہے کہ سیکورٹی کے ذمہ

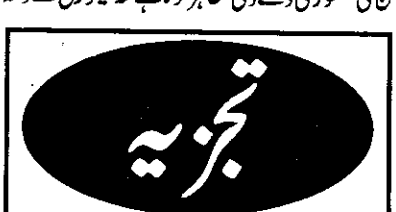

دار حضرات وزیراعظم کو بڑی کامیابی سے عوام سے بہت دور لے جا چکے ہیں۔ یہ بات بھی اب ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ وزیراعظم پرنٹ میڈیا سے بڑے الرجک ہیں۔ وہ اسے حکومتی خزانے سے اشتہار دینے میں تو بڑے فراخدل ہیں لیکن اخبارات پر نظر ڈالنے کو قطعاً تیار نہیں ورنہ انہیں معلوم ہوتا کہ پاکستانیوں پر آسمان تو گر چکا وہ اپنی قیامت اپنے ہاتھوں سے خود ڈھا رہے ہیں۔ اگر وزیراعظم اخبارات پر سرسری نگاہ ڈال لیتے تو ان کے علم میں آ جاتا کہ اس عیدالفطر پر کتنے افراد نے بچوں کے نئے کپڑے اور نئے جوتوں کے اصرار سے جان چھڑانے کے لئے جان دے دی۔ کچھ نے اپنے آپ کو شعلوں کے سپرد کر دیا اور کسی نے زہر پھانک کر پیٹ کی آگ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بجھا ڈالی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ میاں صاحب کا فوری انصاف والا نعرہ بھی بھاری مینڈیٹ کا حامل ہو چکا ہے لہٰذا یہ فوری انصاف کوئی "چن زیب" اپنی نہیں اُن کی دہلیز پر مٹی کے تیل اور ماچس کی ڈبیہ سے حاصل کر رہا ہے۔ اور شاہدرہ ٹاؤن کی چوبیس سالہ صفیہ اور خانقاں ڈوگراں کا محمد اسلم تو اپنی جان کو اپنے جسم سے آزاد کرنے کا فوری فیصلہ گھر بیٹھے کر لیتے ہیں۔ کیا اس صورتحال میں قوم قرضوں اور سود کا مزید بوجھ برداشت کر سکے گی۔

میاں صاحب آپ کی انہی عاقبت نااندیشیوں اور غلط پالیسیوں کی وجہ سے "have nots" کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے اور ان کی قوت برداشت جواب دے رہی ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ بھی کسی "نظریہ ضرورت" کا سہارا لیں اور "تنگ آمد بجنگ آمد" کے مصداق اپنے ہاتھ "Haves" کے گریبانوں کی طرف بڑھائیں اور اس سے پہلے کہ موت کا یقین دلوں کو خوف و خطر سے آزاد کر دے حکومت کو چاہئے کہ وہ سودی قرضوں کے پہاڑ لادنے کی پالیسی یکلخت ختم کرے۔ کیونکہ بالآخر یہ بوجھ بالواسطہ یا بلاواسطہ عوام ہی کو منتقل ہوتا ہے۔ چنانچہ عوام کو اس بوجھ سے نجات دلانے کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے ملک کو اناج کی پیداوار میں خود کفیل بنایا جائے۔ کیونکہ اگر ہم صرف اناج میں خود کفیل ہو جائیں تو امریکہ کی گیدڑ بھبکیاں ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں لیکن اناج کے لئے خود کفیل ہونے کے لئے ہمیں بلا تاخیر تمام سیاسی مصلحتوں سے بالاتر ہو کر کالا باغ ڈیم تعمیر کرنا ہو گا۔ ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ محض کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے یہ قوم کم از کم پیٹ بھرنے اور تن ڈھانپنے کے معاملے میں غیر کی محتاج نہیں رہے گی۔ گزشتہ روز ہی قومی اسمبلی میں پانی اور بجلی کے وفاقی وزیر نے یہ انکشاف کیا ہے کہ تربیلا جھیل میں پانی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت دن بدن کم ہو رہی ہے۔ اس میں روزانہ پانچ لاکھ ٹن ریت آ رہی ہے۔ اور وہاں ریت کا بہت بڑا پہاڑ بن چکا ہے۔ منگلا اور چشمہ میں بھی آبی ذخیرہ میں سلٹ جمع ہو رہی ہے جس سے آئندہ چند سالوں میں پانی کی کمی ہو جائے گی اور گندم کی قلت کا سامنا کرنا پڑے

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

پریس ریلیز

مذہبی جماعتیں غیر سیاسی مذہبی اتحاد کی شکل میں منظم ہو جائیں ○ ڈاکٹر اسرار احمد

(خطاب عید الفطر ـــــ مسجد دار السلام ـــــ ۱۹ جنوری ۹۹ء)

یہ بات اب پورے طور پر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ وزیر اعظم نواز شریف کا ملک میں نفاذ اسلام کیلئے کسی سنجیدہ کوشش کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ ان کا طرز حکومت ملک کو ایک خطرناک قسم کی شخصی آمریت اور "پنجابی فاشزم" کی طرف لے جا رہا ہے جس کی وجہ سے چھوٹے صوبوں میں بے چینی بڑھ رہی ہے اور ملک کے مزید حصے بخرے ہونے کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔ معاشی بدحالی اور ظلم و استحصال کا معاملہ بھی نہایت تشویشناک صورت اختیار کر چکا ہے۔ چنانچہ خودکشی اور خود سوزی کے بڑھتے ہوئے واقعات دراصل ظلم و استحصال کے خلاف قدرت کا طبل جنگ ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے مسجد دار السلام باغ جناح لاہور میں عید الفطر کے خطبے میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکمرانوں سے نفاذ اسلام کی کوئی امید باقی نہیں رہی ہے' ان حالات میں ملک کو عذاب الٰہی سے بچانے کی واحد صورت یہ ہے کہ تمام مذہبی جماعتیں انتخابات کی سیاست سے دستبردار ہو کر "پاکستان اسلامی اتحاد" کے عنوان سے ایک غیر سیاسی مذہبی اتحاد کی شکل میں منظم ہو جائیں جس کے ذریعے نفاذ اسلام کی جانب پیش قدمی کی جا سکے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ دو سال قبل مسلم لیگ کو جو غیر معمولی عوامی مینڈیٹ حاصل ہوا تھا اس کے بعد اس جماعت کی جواں سال قیادت سے بہت سی امیدیں وابستہ ہو گئی تھیں۔ انہوں نے وزیر اعظم سے اپنی تین ملاقاتوں کا حوالہ دیا جن کے دوران میاں نواز شریف نے ملک میں نفاذ اسلام اور انسداد سود کے پختہ وعدے کئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ تمام امیدیں اب چکنا چور ہو چکی ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ وزیر اعظم' پاکستان کو آئی ایم ایف' ورلڈ بینک اور امریکہ کے چنگل سے آزاد کرانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ سوائے تعزیری اور عدالتی نظام کے انہیں شریعت سے بھی کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میاں نواز شریف کی حکومت دہشت گردی اور بجلی کی چوری روکنے میں بھی بری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ اگر یہ کام بھی فوج کے حوالے کر دیئے گئے تو آخر رسول حکومت کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے؟ بھارت میں پاکستان دشمن تحریک جتنی آج مضبوط ہے پہلے کبھی نہ تھی۔ تینوں چھوٹے صوبوں میں بے چینی اور علیحدگی کے رجحان پروان چڑھ رہے ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ ان حالات میں "اسلام لاؤ ملک بچاؤ" تحریک کی ضرورت ہے جس کیلئے تمام مذہبی و دینی جماعتوں کا متحدہ محاذ "پاکستان اسلامی اتحاد" کے نام سے بننا چاہئے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ یہ اتحاد کسی حکومت کو گرانے کیلئے یا کسی شخص کی حکومت میں پہنچانے کیلئے نہیں بلکہ خالصتاً اسلام لانے کیلئے ایک پریشر گروپ کے طور پر کام کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ تنظیم اسلامی اس اتحاد میں صرف خدمت گزار ہو گی اور کوئی عہدہ قبول نہیں کرے گی۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ وہ مجوزہ اسلامی اتحاد کے قیام کیلئے دینی جماعتوں کے سربراہوں سے ملاقاتیں کریں گے۔

غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی نظام ہی طاغوتی نظام ہے

(خطاب جمعہ ـــــ مسجد دار السلام ـــــ ۲۲ جنوری ۹۹ء)

طاغوتی اور غیر اسلامی نظام کے تحت سانس لینا بھی حرام ہے تاہم اس کو جڑ سے اکھاڑ کر دین حق قائم کرنے کی منظم جدوجہد کے ذریعے اس گناہ عظیم کا کفارہ ادا کیا جا سکتا ہے۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے مسجد دار السلام باغ جناح لاہور میں ان خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی نظام ہی درحقیقت طاغوتی نظام ہے جسے تسلیم کرنا اللہ تعالیٰ کی بغاوت و نافرمانی کے ساتھ تعاون کے مترادف ہے۔ انہوں نے کہا کہ وقت کا اہم ترین تقاضا یہ ہے کہ دینی جماعتیں پارو پالیٹکس سے علیحدہ ہو کر وسیع تر "دینی محاذ" تشکیل دیکر حکمرانوں پر نفاذ اسلام کیلئے بھرپور دباؤ ڈالیں۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ یہ "حکمران ہٹاؤ" نہیں بلکہ "اسلام لاؤ" تحریک ہو گی اور تنظیم اسلامی مجوزہ دینی محاذ میں کوئی عہدہ قبول نہیں کرے گی۔ انہوں نے کہا برائیوں اور منکرات کے خلاف جہاد کرنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ ابتدا میں یہ جہاد زبان سے ہوتا ہے اور آخری مرحلہ میں قوت بھی استعمال کی جاتی ہے۔ اس نظام کے خلاف آواز بلند نہ کرنا "گونگا شیطان" بننے کے مترادف ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ مروجہ سیاسی تحریکوں کے ذریعے حکومت کی ٹانگ تو کھینچی جا سکتی ہے مگر اس ذریعے سے نفاذ اسلام کے خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا کہ سعودی عرب سمیت بعض دیگر اسلامی ممالک میں قائم جابرانہ بادشاہت کی وجہ سے وہاں حق گوئی بھی ممکن نہیں ہے مگر پاکستان دنیا کا واحد اسلامی ملک ہے جہاں مروجہ جمہوری اقدار کو نظرانداز کرنا ممکن نہیں ہے' چنانچہ اس پس منظر میں پاکستان میں نفاذ کی جدوجہد نہ کرنا اپنی دینی ذمہ داریوں سے گریز اور انحراف کے مترادف ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ نواز شریف ہٹاؤ تحریک کی بجائے "اسلام لاؤ تحریک" منظم کی جائے۔ اس تحریک کے کارکنوں کیلئے ضروری ہو گا کہ وہ اپنی معاش اور معاشرت سے غیر اسلامی چیزوں کو پاک کر کے نفاذ اسلام کی تحریک میں شامل ہوں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ روزے کی عبادت کا حاصل تقویٰ ہے اور تقویٰ کا اصل معیار یہ ہے کہ انسان حرام خوری سے بچے۔ رزق حلال پر قناعت اختیار کئے بغیر نیکی اور تقویٰ کی منزل حاصل نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے کہا کہ سرکاری اہلکاروں تک رسائی حاصل کرنے کیلئے انہیں رشوتیں دینا تاکہ ناجائز مراعات حاصل کی جا سکیں درحقیقت حرام خوری ہی ہے۔ عوام کی بنیادی ضروریات کو ذخیرہ اندوزی اور مناپلی کے ذریعے من مانی قیمتوں پر فروخت کرنا بھی ظلم و استحصال کا بدترین ذریعہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ علماء حق بھی ہمارے معاشرے میں موجود ہیں تاہم دنیا پرست علماء اور صوفیاء کالبادہ اوڑھنے والے طبقہ کی اکثریت نے "دین کی خدمت" کو بھی دنیاوی مفادات حاصل کرنے کا ذریعہ بنا لیا ہے' دین کے نام پر دنیا کمانا بدترین دھندہ ہے۔ دین کی خدمت کرنے والے علماء و صوفیا کا اپنی ناگزیر بنیادی ضروریات پوری کرنے کے بعد معاشرے کے عام افراد کی طرح مال و دولت جمع کرنا دینی اعتبار سے ہرگز پسندیدہ نہیں ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ امریکہ اس وقت دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ہے جبکہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے ادارے درحقیقت عالمی سطح پر ڈاکوؤں کا ایک منظم ٹولہ ہے جنہیں امریکہ کی مکمل سرپرستی حاصل ہے۔

ایک بیٹھک سے شروع ہونے والے درس قرآن نے آج حقیقتاً "عوامی درس قرآن" کی صورت اختیار کرلی

ڈاکٹر صاحب کے حالیہ پروگرام نے مغربی تعلیم اور مستشرقین کے زیر اثر ذہنوں میں پیدا ہونے والے شکوک و شبہات کو بخوبی رفع کیا

پروگرام کے اختتام پر شرکاء کی ایک قابل ذکر تعداد امیر تنظیم اسلامی کے ہاتھ پر بیعت کرکے غلبہ و اقامت دین کی خاطر قافلہ تنظیم میں شامل ہوئی

دھند اور شدید سردی کے باوجود بے شمار لوگ دور دراز علاقوں سے اپنے اہل خانہ کے ہمراہ اس پروگرام میں باقاعدہ شریک ہوتے رہے

روزانہ سوال و جواب کی محفل میں شائقین کا ذوق و شوق دیدنی تھا

قرآن اکیڈمی لاہور میں "خلاصۂ مباحثِ قرآن" کا روح پرور پروگرام

رپورٹ : فرقان دانش خان

شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اسیر مالٹا نے قید سے رہائی کے بعد ایک بار علماء کے مجمع میں ایک اہم بات ارشاد فرمائی :

"میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے : ایک ان کا قرآن چھوڑ دینا' دوسرے آپس کے اختلافات' اس لئے میں وہیں سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کردوں کہ قرآن کریم کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے۔ بچوں کیلئے (قرآن کی) لفظی تعلیم کے مکاتب بستی بستی میں قائم کئے جائیں۔ جبکہ بڑوں کو "عوامی درس قرآن" کی صورت میں اس کے معانی سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لئے آمادہ کیا جائے"۔

مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے ان الفاظ پر یہ حکیمانہ اضافہ فرمایا کہ :

"غور کیا جائے تو یہ آپس کی لڑائی بھی قرآن کو چھوڑنے ہی کا نتیجہ ہے۔"

یہ آج سے تقریباً ۱۰۵ برس پہلے کی بات ہے جب ایک شخص نے شیخ الہندؒ کی اس تشخیص کو گرہ سے باندھ لیا۔ اور اس بات کو حرزِ جان بنا کر لاہور کی مختلف مساجد میں تن تنہا درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ اس کی آواز میں سوز بھی تھا اور تاثیر بھی۔ یہ وہ وقت تھا۔ جب مساجد میں دعوت و تبلیغ' خطبہ و وعظ غرضیکہ سب کچھ ہوتا تھا مگر درس قرآن نہیں ہوتا تھا۔ لوگ قرآن کو اجنبی اور اور غیر متعلق کتاب سمجھتے تھے۔ لیکن اس شخص نے ہمت نہ ہاری۔ اس کی ایک ہی پکار تھی کہ قرآن مجید کو اللہ کی کتاب مانا جائے' اسے پڑھا جائے' اسے سمجھا جائے' اس پر عمل کیا جائے اور اسے دوسروں تک پہنچایا جائے۔ یہ شخص پیشے کے اعتبار سے جسمانی امراض کا ڈاکٹر تھا۔ لیکن خدائے ذوالجلال نے اسے انسانوں کے روحانی معالج کے طور پر منتخب کرلیا تھا۔ جی ہاں ان کا نام ڈاکٹر اسرار احمد ہے۔ جنہیں آج دنیا خادم قرآن کی حیثیت سے جانتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے محترم ڈاکٹر اسرار احمد کو شرف قبولیت عطا کیا اور ایک بیٹھک سے شروع ہونے والے درس قرآن نے مسجد خضراء سمن آباد' مسجد شہداء ریگل چوک اور جامع مسجد دارالسلام باغ جناح میں حقیقتاً "عوامی درس قرآن" کی شکل اختیار کرلی۔ درس قرآن کا یہ سلسلہ چھ برس جاری رہا۔ آہستہ آہستہ ڈاکٹر صاحب کو ہم خیال افراد ملتے گئے۔ جنہوں نے ایک قافلے کی صورت اختیار کی تو ۱۹۷۲ء میں مرکزی انجمن خدام القرآن وجود میں آگئی۔ یہ قافلہ اور آگے بڑھا تو ڈاکٹر صاحب نے قرآنی معاشرے کی تشکیل اور فریضۂ اقامت دین کی ادائیگی کیلئے ۱۹۷۵ء میں "تنظیم اسلامی" کے نام سے ایک جماعت کی بنیاد رکھی۔ بعد ازاں آپ نے انجمن خدام القرآن کے صدر موسس کی حیثیت سے ۱۹۷۶ میں قرآن اکیڈمی اور ۱۹۸۷ء میں قرآن کالج بھی قائم کردیا۔ اس طرح محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے حضرت شاہ ولی اللہؒ' مولانا ابوالکلام آزاد' مولانا محمود حسنؒ' علامہ اقبالؒ اور مولانا مودودیؒ کے خوابوں کی تکمیل کرکے خود کو ان حضرات کا حقیقی وارث ثابت کردیا۔ یہ سفر جاری رہا اور رجوع الی القرآن اور تعلیم و تعلم قرآن کی اس تحریک کا حلقہ اندرون ملک پھیلتے پھیلتے بیرونی دنیا میں بھی وسیع ہوگیا۔ پھر وہ وقت آیا کہ اللہ کی رحمت سے امت کا ایک بڑا طبقہ قرآن کی طرف متوجہ ہوگیا۔ کہیں قرآن کانفرنسیں منعقد ہونے لگیں۔ کہیں فہم قرآن کے حلقے قائم ہونے لگے۔ آج اگر کہیں قرآن کے نام سے کوئی محفل یا ادارہ قائم ہوتا نظر آتا ہے یا کہیں درس قرآن کا غلغلہ ہے تو اکثر و بیشتر ڈاکٹر اسرار احمد کی تحریک رجوع الی القرآن کے شجر ہی کا کوئی ثمر بار گ و بار ہے۔

اسی تحریک کے زیر اثر ڈاکٹر اسرار احمد نے آج سے پندرہ برس قبل جامع القرآن' قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں قرآن پاک کو ہر چار رکعت نماز تراویح سے پہلے سمجھنے سمجھانے کا ایک منفرد سلسلہ شروع کیا۔ جو شروع شروع میں ایک نئی بات ہونے اور رات کو ایک ڈیڑھ بجے تک جاگنے کی مشقت کے باعث ناممکن العمل نظر آتا تھا۔ لیکن جلد ہی یہ سلسلہ نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک بھی متعارف ہوگیا۔ آج آپ کے ۶۰ سے زیادہ شاگردان رشید ملک کے گوشے گوشے میں ہر سال انوار و برکات بھری ان محفلوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ خود ڈاکٹر اسرار احمد صاحب بھی گزشتہ کئی سالوں سے اس پروگرام کیلئے رمضان المبارک میں اندرون و بیرون ملک دوروں پر رہے۔ تاہم کئی سالوں کے وقفے کے بعد امسال پھر یہ سعادت اہل لاہور کے حصے میں آئی کہ محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے قرآن اکیڈمی لاہور میں دورۂ ترجمۂ قرآن کی سعادت حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ البتہ اس بار ڈاکٹر صاحب کی صحت کے پیش نظر اس پروگرام میں تھوڑی سی تبدیلی کی گئی تھی۔ وہ یہ کہ قرآن کے لفظ بہ لفظ ترجمہ و مختصر تشریح کے بجائے اس بار صرف رکوع بہ رکوع مباحث و مضامین قرآن کا خلاصہ پیش کیا جائے۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے یکم رمضان المبارک کو اپنے افتتاحی خطاب میں فرمایا کہ "میں اس تبدیلی کیلئے اپنے رفقاء کے اصرار پر رضامند ہوا ہوں۔ لیکن میرا دل فی الحال اس تبدیلی کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں۔ کیونکہ قرآن میں کوئی لفظ زائد نہیں ہے۔ اس کا ہر لفظ انسانیت کی رہنمائی کیلئے یکساں اہم ہے۔ تاہم ہو سکتا ہے اللہ خلاصہ مباحث قرآن کے

اس پروگرام سے بھی کوئی خیر برآمد فرمادیں"۔

دراصل اس سے پہلے دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام میں یہ ہوتا تھا کہ نماز تراویح کی ہر چار رکعت سے پہلے ان چار رکعتوں میں پڑھے جانے والے قرآن کا ترجمہ و تشریح بیان کی جاتی تھی اور یہ پروگرام رات گئے اختتام پذیر ہوتا کہ شرکاء بمشکل سحری کے وقت تک اپنے گھروں کو پہنچ پاتے' لیکن اس کے باوجود اللہ کے فضل و کرم سے یہ سلسلہ روز بروز مقبولیت پاتا گیا۔

اس سال خلاصہ مباحث قرآن کے پروگرام میں ڈاکٹر صاحب عشاء کے فوراً بعد نماز تراویح کی پہلی آٹھ رکعت میں پڑھے جانے والے قرآن کے مضامین کا خلاصہ ایک گھنٹے میں بیان فرماتے۔ پھر آٹھ رکعتیں پڑھی جاتیں اس کے بعد اگلی بارہ رکعت میں پڑھے جانے والے قرآن کا خلاصہ بھی ایک گھنٹے میں بیان کیا جاتا۔ پھر بیس منٹ کا وقفہ ہوتا۔ جس میں انجمن خدام القرآن کی طرف سے شرکاء کو چائے پیش کی جاتی۔ وقفے کے بعد بارہ رکعت تراویح اور صلوٰۃ الوتر کی ادائیگی کا اہتمام ہوتا جبکہ پروگرام کے اختتام پر قریباً نصف گھنٹہ سوال و جواب کی نشست کیلئے مختص تھا۔ یوں یہ پروگرام ساڑھے سات بجے سے شروع ہو کر رات ساڑھے بارہ بجے اختتام پذیر ہوتا۔ پروگرام میں اختصار کے باعث یہ خیر برآمد ہوا کہ رمضان کے پورے مہینے میں دھند اور شدید سردی کے باوجود لاہور کے دور دراز علاقوں اور قریبی شہروں سے بے شمار لوگ اپنے اہل خانہ کے ہمراہ بیسیوں میل سفر کر کے روحانی فیوض و برکات حاصل کرنے روزانہ قرآن اکیڈمی آتے رہے۔ چنانچہ قرآن اکیڈمی کے کشادہ مسجد ہال میں تل دھرنے کو جگہ نہ ہوتی اور جو لوگ ہال میں نہیں سما سکتے تھے ان کیلئے مسجد کے صحن میں ٹی وی کے ذریعے ترجمہ قرآن سے مستفیض ہونے کا اہتمام تھا۔ مسجد کے علاوہ الگ سے دو ہال خواتین اور چھوٹے بچوں کیلئے بھی تھے۔ یہ ہال بھی کھچا کھچ بھرے ہوتے تھے۔ جبکہ گاڑیوں کی پارکنگ سے مسجد کے اردگرد علاقے میں گاڑیوں کا ایک شہر بس جاتا۔ اس کے علاوہ اس بار ایک بات یہ بھی دیکھنے میں آئی کہ شرکاء میں زیادہ تر ڈاکٹر' انجینئر' افسران' پروفیسرز' اساتذہ' سرکاری ملازمین' تاجر اور خصوصاً نوجوانوں کی غالب اکثریت شامل تھی۔ جو اس بات کی عکاس ہے کہ معاشرے میں تعلیم یافتہ طبقے کا قرآن اور دین کے ساتھ شغف بڑھ رہا ہے۔ خصوصاً نوجوان جنہوں نے اپنے اردگرد کفر و الحاد اور مادہ پرستی کے اندھیروں کے سوا کچھ نہیں دیکھا' جن کے دور میں مایوسی اس درجہ کو پہنچ چکی ہے کہ لوگ بے روزگاری اور مفلسی کے ہاتھوں خودسوزی اور خودکشی جیسے فعل حرام کا ارتکاب کر رہے ہیں' اس پروگرام میں ان کی اس قدر دلچسپی دیکھنے میں آئی کہ دل کہتا تھا کچھ ہونے والا ہے اور مملکت خداداد پاکستان میں اسلامی انقلاب کی منزل اب دور نہیں۔ یوں لگتا تھا کہ حضورؐ نے قیامت سے پہلے روئے ارضی پر جس غلبہ اسلام کی نوید سنائی ہے اس کے پورا ہونے کا وقت بہت قریب ہے۔

اس پروگرام میں نماز تراویح میں امامت کے فرائض ڈاکٹر اسرار احمد کے نوجوان بھتیجے حافظ عبداللہ محمود نے ادا کئے' جو سول انجینئر ہیں۔ سچی بات تو ہے کہ اللہ نے جہاں انہیں خوبصورت آواز سے نوازا وہاں انہوں نے قرآن کو حکم الٰہی کے مطابق ترتیل سے پڑھنے کا حق ادا کر دیا۔ شرکاء نے ان کی قرأت اور انداز تلاوت کو بے حد پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی آواز اور صحت کو یونہی قائم و دائم رکھے اور انہیں قرآن کی خدمت کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

نماز تراویح میں قرآن سمجھنے کا یہ پروگرام بلاشبہ اس حدیث نبویؐ کی صحیح تعبیر ہے جس میں ماہ رمضان میں تزکیہ نفس کیلئے دن کا روزہ اور رات کو قرآن کے ذریعے قیام کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ کیونکہ دن میں اگر روزہ سے نفس انسانی مختلف معنوی آلائشوں سے پاک ہوتا ہے تو رات کو قرآن کے ذریعے احتساب سے روح کو غذا اور تقویت ملتی ہے۔ تاہم یہ تبھی ممکن ہے جب قرآن کو سمجھ کر پڑھا جائے۔ جس کی ایک شکل تو یہ ہے کہ ہر مسلمان اتنی عربی سیکھ لے کہ قرآن پڑھتے یا سنتے ہوئے بغیر کسی ترجمہ کی مدد کے سمجھتا چلا جائے۔ یا دوسری شکل یہ ہے جس کی "طرح" رمضان المبارک میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ڈالی ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے اس خلاصہ مباحث قرآن کے چند بنیادی نکات یہ تھے:

- مومن کی زندگی کا مقصد صرف رضائے الٰہی کا حصول ہونا چاہئے۔
- ایمان دو قسم کے ہیں۔ اقرار باللسان سے آدمی صرف اسلام کے قانونی پہلو سے مسلمان مانا جاتا ہے۔ جبکہ تصدیق بالقلب کا مرحلہ طے کر کے ایک مسلمان ایمان حقیقی کی منزل تک پہنچ کر آخرت میں سرخرو ہو سکتا ہے۔
- مومن وہی ہے جس کی زندگی جہاد فی سبیل اللہ سے عبارت ہے یعنی جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال خرچ کرتا ہے۔ کیونکہ مومن کی جان اور مال اللہ نے جنت کے بدلے میں خرید لئے ہیں۔
- دین اسلام صرف مذہب یعنی عبادات و رسومات ہی کا نام نہیں۔ بلکہ انفرادی و اجتماعی تمام گوشوں پر محیط ہے۔
- تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد نظام عدل و قسط کا قیام تھا۔ اور آج کے مسلمان کیلئے بھی اقامت دین ہی سب سے اولین فریضہ ہے۔
- اقامت دین کی ادائیگی کا فریضہ ایک مومن انفرادی سطح پر ادا نہیں کر سکتا۔ اس کیلئے انقلابی دینی جماعت درکار ہے جو بیعت کی منصوص' مسنون اور ماثور بنیاد پر استوار ہو۔ اور منہج انقلاب نبویؐ کے مطابق تمام انقلابی مراحل طے کرنے کا واضح ٹارگٹ رکھتی ہو۔
- اللہ کی راہ میں جان اور مال خرچ کرنا اصل جہاد ہے۔ اس جہاد سے اعراض سے نفاق کا مرض جنم لیتا ہے۔ اس نفاق سے بچنے کی کوشش کرنا عین ایمان ہے۔
- آج دین اسلام ثوابی دین بن چکا ہے۔ چنانچہ ہر مسلمان کو ثوابی دین کے چکر سے نکل کر عمل کی طرف پیش رفت کرنا چاہئے۔
- کفر بالطاغوت یعنی غیر اللہ کی حکمرانی سے بغاوت کر کے ہی ایک مومن ایمان کے تقاضے پورے کر سکتا ہے۔
- شرک سب سے بڑا ظلم ہے اور غیر اللہ کی حکمرانی سب سے بڑا شرک ہے۔

نیز اس پروگرام کے دوران یوں محسوس ہوتا تھا کہ ہر آیت گویا سننے والے کے اپنے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے۔ جس کا اظہار حاضرین نے برملا اور کئی بار کیا۔ ڈاکٹر اسرار احمد کے اس دورۂ ترجمہ قرآن کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ آپ نے مغربی تعلیم اور مستشرقین کے پروپیگنڈے کے زیر اثر ذہنوں میں پیدا ہونے والے شکوک و شبہات کو رفع کیا۔ اور قرآنی نظریات کو جدید عمرانی و سائنسی نظریات پر منطبق کر کے یہ بات سمجھائی کہ دور خواہ کوئی بھی ہو انسان صرف قرآن پر عمل کے ذریعے ہی دنیا و آخرت میں حقیقی فلاح و کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ رمضان المبارک کے ابتدائی ایام میں شرکاء سے تعارف حاصل کرنے کے لئے "تعارف فارم" تقسیم کئے گئے۔ جس میں نام' پتہ' پیشہ اور تجاویز کے کوائف رکھے گئے تھے۔ تمام لوگوں نے یہ فارم پُر کیا اور مختلف تجاویز دیں۔ چنانچہ تمام شرکاء کے اتفاق رائے سے پروگرام کی بہتری کیلئے کچھ انتظامی نوعیت کی معمولی تبدیلیاں عمل میں لائی گئیں۔ اسی طرح رمضان کے وسط میں شرکاء کو تنظیم اسلامی میں شمولیت کیلئے معاونین فارم اور بیعت فارم دیئے گئے تاکہ جو افراد رضائے الٰہی کے حصول کی غرض سے تنظیم اسلامی میں شامل ہو کر اقامت دین اور نظام خلافت کے قیام کی جدوجہد کو اپنی زندگی کا مقصد بنانا چاہیں' وہ بیعت فارم پُر کر سکیں۔ اور جو لوگ ابھی یہ اہم فیصلہ نہ کر پائیں وہ کم از کم معاونین کی حیثیت سے تنظیم اسلامی کے دست و بازو بنیں۔ بیسیوں افراد نے جوش و خروش کے ساتھ یہ فارم بھرے اور اپنی زندگیاں بدلنے کا عہد کیا۔

قرآن اکیڈمی کے شعبہ سمع و بصر کی طرف سے ناظم شعبہ آصف حمید کی سرکردگی میں اس پروگرام کی آڈیو اور ڈیجیٹل ویڈیو ریکارڈنگ کا اہتمام بھی تھا۔ تاکہ اپنی نوعیت

کے اس منفرد پروگرام کو آئندہ دعوتی و تبلیغی مقاصد کیلئے استعمال کیا جاسکے۔

جوں جوں رمضان کی بابرکت راتیں گزرتی گئیں۔ لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ آخری عشرہ میں لوگوں کا ذوق و شوق دیکھتے ہوئے طاق راتوں میں بیان القرآن میں ایک گھنٹے کا اضافہ کر دیا گیا۔ تاکہ حاضرین کا یادہ سے زیادہ وقت قیام اللیل میں شمار ہو سکے۔ اس عشرے میں اعتکاف میں بیٹھنے والوں کی دلچسپی اور تعداد قابل ذکر ہے۔ تقریباً ۶۰ سے زیادہ افراد جامع القرآن میں معتکف ہوئے' جو گزشتہ سالوں کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔

روزانہ سوال و جواب کی محافل میں بھی شائقین کا شوق دیدنی تھا۔ یہ نشست عموماً ساڑھے گیارہ بجے رات شروع ہوتی۔ لوگ ڈاکٹر صاحب سے اس روز کے مضامین قرآن میں آنے والے مباحث کے بارے میں استفسار کرتے۔ اگرچہ یہاں بھی نوجوان طبقہ سب پر بازی لے گیا تھا۔ لیکن زیادہ عمر والے حضرات اور دوسرے شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد مثلاً ڈاکٹر' انجینئرز' افسران اور پروفیسرز بھی کسی سے پیچھے نہ تھے۔ اس نشست میں ہر قسم کے سوالات زیر بحث آتے اور لوگ ڈاکٹر صاحب کے جوابات سے اپنی علمی و روحانی پیاس بجھاتے۔

یہ رُوح پرور اور ایمان افروز پروگرام رمضان المبارک کی ۲۷ ویں شب کو اختتام پذیر ہوا۔ ستائیسویں رات کی برکتوں اور رحمتوں سے فیض یاب ہونے کیلئے گویا پورا لاہور ہی اُمڈ آیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے "اسباب مجوبیِ قرآن" کے عنوان پر اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ "آج قرآن اس لئے لوگوں کے دلوں پر اثر پذیر نہیں ہوتا کہ ہم قرآن کے بہت سے مباحث مثلاً شرک' سابقہ اقوام کے ذکر اور انبیاء کے واقعات کو اپنے لئے غیر متعلق "Irrelevent" سمجھتے ہیں۔ جبکہ ان مباحث کے ذریعے ہمارے اس دور کے شرک سے بچنے' سابقہ اقوام کے طرز عمل سے سبق حاصل کرنے اور انبیاء کے مقصد حیات کو اپنی زندگی کا مقصد بنانے کی ترغیب دی گئی ہے۔"

خطاب کے بعد ملک و ملت اور اسلام کی سربلندی کیلئے رقت آمیز دعا مانگی گئی اور تنظیم اسلامی کے معاونین اور عام شرکاء سے فریضہ اقامت دین کیلئے اپنا جان و مال وقف کرنے کا عہد لیا گیا آخر میں تنظیم میں شامل ہونے والے رفقاء نے محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ العالی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بیعت کرنے والے رفقاء کی تعداد زیادہ ہونے کے باعث متعدد چادروں کو جوڑ کر ایک طویل چادر بنائی گئی اور اس کے ذریعے بیعت لی گئی۔ شرکاء کے اصرار پر سوال و جواب کی محفل بھی منعقد ہوئی اور یوں یہ پروگرام رمضان کی ۲۷ ویں شب کو ڈھائی بجے رات اختتام کو پہنچا۔

ماہِ رمضان جامع القرآن میں

—— سردار اعوان ——

جامع القرآن' ماڈل ٹاؤن میں امسال (۱۴۱۹ھ) ماہ رمضان کئی اعتبارات سے غیر معمولی نوعیت کا حامل رہا۔ مثلاً اس مرتبہ موسم غیر معمولی طور پر ناخوشگوار رہا۔ ۱۲/ نومبر ۹۸ء کو دھند کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ پورا ماہِ رمضان جاری رہا۔ اس کی وجہ سے ٹریفک کا نظام اکثر و بیشتر درہم برہم رہتا ہے۔ ۲۰/ نومبر کو محترم ڈاکٹر اسرار احمد جب امریکہ روانہ ہوئے تو ایک خیال یہ تھا کہ ماہ رمضان وہیں گزار کر انگریزی زبان میں اپنا باقی ماندہ ترجمہ قرآن مکمل کریں گے لیکن بعد میں وہ ناسازیٔ طبع کے باعث یہ پروگرام منسوخ کر کے ۱۸/ دسمبر کو واپس تشریف لے آئے (اگرچہ پروگرام کے مطابق انہیں ۱۶/ دسمبر کو نیویارک سے براہ راست لاہور آنا تھا مگر دھند کی وجہ سے ہوائی جہاز لاہور کی بجائے کراچی جا اُترا' جہاں سے بڑی مشکل سے براہ اسلام آباد ۱۸/ دسمبر کو واپسی ہوئی) تو یہاں دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام بنا لیا اس طرح تین سال کے وقفہ کے بعد اہل لاہور کو غیر متوقع طور پر یہ موقع مل گیا کہ وہ براہِ راست محترم ڈاکٹر صاحب کے مطالعہ قرآن حکیم کے پروگرام سے مستفید ہوں۔ اس سے قبل محترم ڈاکٹر صاحب نے ۱۹۸۴ء میں لاہور سے دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام آغاز کیا تھا اور وہ ہر سال کسی نہ کسی مقام پر یہ پروگرام کرتے رہے ہیں لیکن لاہور میں ان کا یہ چھٹا پروگرام تھا۔ آخری مرتبہ ۱۹۹۴ء میں انہوں نے لاہور میں دورۂ ترجمہ کا پروگرام کیا تھا۔

سابقہ پروگرام عشاء کی نماز سے شروع ہو کر پانچ پانچ' چھ چھ گھنٹے رہتے تھے۔ مگر اس مرتبہ اسے کم کر کے کل پروگرام چار' ساڑھے چار گھنٹے میں مکمل کیا جاتا رہا۔ پروگرام کے وقت میں کمی کا خیال اصلاً ڈاکٹر عارف رشید کے ذہن کی پیداوار تھا' جسے تنظیم کی مرکزی قیادت نے اپنا کر محترم ڈاکٹر صاحب کے سامنے رکھا اور بڑی مشکل سے انہیں اس پر راضی کیا گیا۔ ظاہر ہے کہ گزشتہ پروگراموں سے ہٹ کر ایک نیا سلسلہ شروع کرنے کیلئے انہیں نئے سرے سے تیاری کرنا تھی۔ ۲۱/ دسمبر ۱۹۹۸ء کو پہلا روزہ تھا' چنانچہ ۲۰/ دسمبر کو نماز عشاء کے بعد دورۂ ترجمہ قرآن کا یہ خصوصی پروگرام شروع ہوا اور محترم ڈاکٹر صاحب ۲۶ ویں روزے تک ہر رات دو گھنٹے قرآن مجید کا ترجمہ اور اس کے اہم نکات بیان کرتے رہے۔ نصف گھنٹہ سوال و جواب اور باقی دو گھنٹے نماز اور درمیان میں چائے کے وقفہ کیلئے ہوتے۔ اس سے قبل ۱۹ تاریخ کو نماز عشاء کے بعد انہوں نے "تعارف قرآن" کے موضوع پر خطاب کیا۔ ۱۵/ جنوری ۱۹۹۹ء یعنی ۲۷ ویں شب کو ۲۶ ویں روزہ پر یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔ پروگرام کے آخر میں ایک گھنٹہ کا خصوصی خطاب' تنظیم میں شمولیت کی بیعت اور معمول کی سوال و جواب کی نشست ہوئی چنانچہ اس رات خلافِ معمول رات ۲ بجے تک یہ پروگرام جاری رہا۔ اس سے قبل ۲۵ ویں شب بھی محترم ڈاکٹر صاحب نے قرآن مجید کے حوالے سے شرکاء سے ایک اہم خطاب کیا تھا۔ ترجمہ قرآن کا یہ پروگرام سابقہ پروگراموں سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ سورۂ محمدؐ سے پہلے حصے کا لفظ بلفظ ترجمہ نہیں کیا گیا بلکہ درمیان میں کچھ حصے وقت کی کمی کے باعث چھوڑنے پڑے لیکن سورۂ محمدؐ کے بعد سے سورۃ الناس تک لگ بھگ پورا ترجمہ کیا گیا ہے' اس حوالے سے اس پروگرام کی اپنی افادیت ہے' لیکن خاص طور پر اس میں سوال و جواب کا سلسلہ اور ۲۶ ویں اور ۲۷ ویں شب کا خصوصی خطاب ایک اہم اضافہ ہے۔ اس پروگرام کی آڈیو اور ویڈیو ریکارڈنگ کا اہتمام بھی کیا تھا۔ چنانچہ یہ پروگرام آئندہ بھی لوگوں کیلئے دلچسپی کا موجب ہو گا اور تنظیم کی دعوت کا موثر ذریعہ ثابت ہو گا۔

اس پروگرام کی ایک غیر معمولی بات شرکاء کی حاضری تھی' خراب موسم کے باوجود جس طرح لوگ بہت بڑی تعداد میں آخر تک اس پروگرام میں شریک رہے وہ بہت ہی متاثر کن بات تھی اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ پروگرام کے اختتام پر شرکاء کی ایک قابل ذکر تعداد نے اقامت دین کی جدوجہد میں محترم ڈاکٹر صاحب کا باقاعدہ ساتھی بننے کا فیصلہ کیا۔ ایک اور خاص بات روزنامہ پاکستان کی ۱۴/ جنوری کی اشاعت خصوصی تھی جس میں پورے دو صفحات پر اس پروگرام کا بھرپور طریقے سے احاطہ کیا گیا ہے (یہ اشاعت تنظیم کے مختلف دفاتر کو بھی ارسال کی گئی ہے) یہ پہلا موقعہ ہے کہ کسی قومی روزنامہ کی طرف سے ایسے کسی پروگرام کی اشاعت کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا ہے۔ گویا غیر متوقع طور پر جامع القرآن میں ایک نئی طرز پر محترم ڈاکٹر صاحب کا ترجمہ قرآن' خراب موسم کے باوجود لوگوں کی بہت بڑی تعداد میں شرکت' آخر میں خاصی تعداد میں تنظیم میں شمولیت اور ایک اہم قومی اخبار میں اس کی اشاعت' ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عرصہ سے جو ایک بریک سا لگا ہوا تھا وہ اب کھلنے والا ہے؟ (واللہ اعلم)

نماز میں اپنے رب سے باتیں کرنا میرے رگ و پے میں مسرت کی لہریں دوڑا دیتا ہے

کوئی شخص حق کی تلاش میں نکلے تو اللہ تعالیٰ اسے کبھی مایوس نہیں کرتا

ایک چینی نوجوان کے قبول اسلام کی سرگزشت

(بشکریہ روزنامہ "امت" کراچی)

میرا نام مائیکل ایپ ہے۔ میرے والدین بدھ مت سے تعلق رکھتے تھے لیکن خود میرا کسی مذہب پر یقین نہیں تھا اور میں اس اعتبار سے لامذہب تھا۔ میں نیوزی لینڈ میں پلا بڑھا۔ اسلام سے میرا ابتدائی تعارف ۱۹۹۵ء میں ہوا جب میری کلاس میں ایک مصری مسلمان لڑکا داخل ہوا۔ میں نسلاً چینی ہوں اس لئے اس زمانے میں میری اصل دلچسپی اپنی آبائی زبان سیکھنے میں پنہاں تھی۔ اس مقصد کے لئے میں ایک سنڈے اسکول میں جایا کرتا تھا جو ایک کرسچین مشینری نے قائم کیا تھا۔ تاہم میں عیسائیت یا بدھ مت کے بارے میں کوئی معلومات نہیں رکھتا تھا۔ جب میری ملاقات مصری لڑکے محمدؐ سے ہوئی تو میں اس کی خوش اخلاقی کی وجہ سے فوراً اس کا دوست بن گیا۔

محمدؐ اس کلاس میں واحد مسلمان لڑکا تھا۔ عیسائی لڑکے اس کے مذہب کے بارے میں غیر سنجیدگی سے سوالات کرتے تھے اگرچہ ان کا مقصد اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے سے زیادہ اسلام دشمنی کرتے ہوئے اس مذہب کا مذاق اڑانا ہوتا۔ محمدؐ کو تنگ اور پریشان کرنے میں ایک لڑکا جیمز سب سے آگے تھا وہ نہ صرف خود بے تکے سوالات کرتا بلکہ دوسرے لڑکوں کو بھی اکساتا۔ اس نے مجھ سے بھی کہا کہ میں اس سے اسلام کے بارے میں مختلف سوالات پوچھوں۔ میں نے جب محمدؐ سے اسلام کے بارے میں سوالات کئے تو اس نے نہایت خندہ پیشانی سے میرے سوالات کا جواب دیا۔ اسلام اور دنیا کے دوسرے مذاہب کے بارے میں ہم دونوں کے درمیان گفتگو ہوئی۔ اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب اور عقائد کے بارے میں بھی محمدؐ کی معلومات بہت وسیع تھیں۔ اس گفتگو کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک دن میں نے محمدؐ سے فرمائش کی کہ وہ اللہ کی کتاب "قرآن مجید" مجھے دکھائے۔ محمدؐ نے مجھے قرآن مجید کا ایک نسخہ دیا لیکن میں اسکول کی بے پناہ مصروفیت کی وجہ سے اسے پڑھنے کا وقت نہ نکال سکا۔ تاہم ایک دن محمدؐ مجھے اپنے والد سے ملوانے لے گیا جو مقامی مسجد میں پیش امام تھے۔ انہوں نے مجھ سے اسلام کے بارے میں تفصیل سے بات چیت کی اور میرے دل میں ایمان کا وہ بیج بو دیا جو چند ماہ میں بڑھ کر تناور درخت بن گیا۔

اسکول کا زمانہ ناپختگی اور ناسمجھی کا زمانہ ہوتا ہے لیکن یہی ناپختگی اور ناسمجھی کمسن لڑکوں اور لڑکیوں کو ایسے راستے پر ڈال دیتی ہے جس سے ہٹنا پھر ساری زندگی ان کے لئے ممکن نہیں رہتا۔ میں نیوزی لینڈ کے کافرانہ اور ملحدانہ ماحول میں پلا بڑھا تھا۔ یہاں نہ صرف مسلمانوں اور اسلام کا مذاق اڑایا جاتا بلکہ مسلمانوں سے نفرت کی جاتی۔ شاید غیر مسلموں اور ملحدوں کی جانب سے مسلمانوں سے نفرت کا وہ مظاہرہ ہی میرے اندر ایک ردعمل کا سبب بن گیا۔ کیونکہ لامذہب ہونے کی بنا پر میں کسی عقیدے اور مذہب سے نفرت نہیں کرتا تھا۔ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ نیوزی لینڈ کے تمام باشندوں کا سلوک مجھے پسند نہ آیا اور فطری طور پر میری ہمدردیاں مسلمانوں کے ساتھ ہو گئیں۔

لیکن بات صرف اتنی نہیں تھی میرے دل میں کہیں نہ کہیں سچ اور حق کو پا لینے کی کسک موجود تھی جو مناسب ماحول ملتے ہی درد بن گئی اور جس نے مجھے بے چین کر دیا۔ اپنے خالق، اپنے آقا اور اپنے رب سے بے تعلقی اور غفلت کا جو دور میں نے گزارا تھا وہ میرے دل کو کچوکے لگانے لگا۔ اور خالق حقیقی سے اپنے تعلق جوڑے بغیر مجھے چین نہیں آیا۔ نومبر ۱۹۹۵ء میں انٹرنیٹ کے ذریعہ میرا بہت سے مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں سے رابطہ تھا اور میں ان سے بھی اسلام کے بارے میں سوال جواب کرتا رہتا تھا۔ ان مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کے پاکیزہ اخلاق میرے دل کو اس طرح بھا گئے کہ میں نے کلمہ شہادت پڑھ کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرنے میں دیر نہیں لگائی۔ سچ ہے مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہوتا ہے۔ میں اسلام پر پہلے ہی ایمان لا چکا تھا اس لئے آخری فیصلہ کرنے میں مجھے دقت نہیں ہوئی۔ میرا ذاتی تجربہ کہتا ہے کہ کوئی شخص حق کی تلاش میں نکلے تو اللہ تعالیٰ کبھی اسے مایوس نہیں کرتا۔ شرط یہ ہے کہ اس کے دل میں حق کو پانے کی جستجو ہو۔ بہت سے مسلمان تو ایسے بھی ہیں جو مسلمان گھرانوں میں پیدا ہو کر بھی اللہ تعالیٰ کے عشق اور محبت سے محروم ہیں اور خالق حقیقی سے اپنے تعلق کو مضبوط بنانے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے۔

اگرچہ عربی زبان میں میرے لئے بے حد مشکل تھی تاہم اس کے باوجود میں نے اس سال قرآن مجید کی بہت ساری سورتیں زبانی یاد کر لیں۔ دن کے پانچ وقت نماز میں ان سورتوں کو دہرانا اور اپنے رب سے باتیں کرنا میرے رگ و پے میں مسرت اور شادمانی کی ایسی لہر دوڑا دیتا ہے جس کے سامنے دنیا کی ساری دولت اور عیش و آرام کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ میں اب اپنی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن مجید سیکھ رہا ہوں۔ زندگی میں میرا نصب العین اب میڈیکل کی ڈگری لینا ہے اللہ تعالیٰ مجھے صحیح راستے پر چلنے کی توفیق دے اور قدم قدم پر میری رہنمائی فرمائے۔ صرف اسلام ہی سچا دین اور اسلام کا راستہ ہی صحیح اور سچا راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور دوسرے مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلنے میں مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین

بقیہ : تجزیہ

گا۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ملکی وسائل اتنے نہیں ہیں کہ ہم خود کالا باغ ڈیم تعمیر سکیں لیکن اگر ہم یہ نکتہ سمجھ لیں کہ باوقار اور باحمیت قوم کی حیثیت سے زندہ رہنے کے لئے بنیادی ضروریات کے معاملے میں خود کفیل ہونا شرط اول ہے تو ہماری ترجیحات بدل جائیں گی۔ لہٰذا اگر سمیڈا (SAMEDA) کے لئے اڑھائی کھرب مختص نہ کئے جاتے، لاہور اور اسلام آباد ایئرپورٹ کے نئے ٹرمینل نہ بنتے، موٹروے نہ بنانے کی عیاشی نہ کی جاتی تو نہ صرف کالا باغ ڈیم بن سکتا تھا بلکہ بھاشا ڈیم پر بھی کام شروع ہو سکتا تھا۔

یہاں یہ عرض کرنا بھی بے جا نہ ہو گا کہ کالا باغ ڈیم کی مخالفت صرف اندرونی طور پر نہیں ہو رہی بلکہ بیرونی عناصر بھی اس معاملے میں پوری طرح متحرک ہیں کیونکہ اناج میں ہماری خود کفالت ان کے عزائم میں حائل ہو سکتی ہے۔ آخر میں ہم یہ عرض کر دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر اور بنیادی ضروریات میں خود کفیل ہونے کے لئے دوسرے اقدامات ہمارے مسائل کا جزوی اور عارضی حل ہیں کیونکہ جس طرح مفلسی فرد کو کفر کی طرف لے جاتی ہے اسی طرح افلاس قوموں کو بے وقعت اور بے وقار کر دیتا ہے۔ ہمارے تمام مسائل کا حتمی حقیقی اور دائمی حل تو اسلام کے عادلانہ نظام کا قیام ہے کاش یہ نکتہ ہمارے حاکموں اور رہبروں کی سمجھ میں آجائے۔

رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ کے دوران تنظیم اسلامی / انجمن خدام القرآن کے تحت
دورۂ ترجمہ قرآن' نیز اس قسم کے دیگر پروگراموں کی تفصیل

(مرتب : ڈاکٹر عبدالخالق)

(a) دورۂ ترجمۃ القرآن کے پروگرام

نماز تراویح سے قبل ترجمۃ القرآن مکمل مع مختصر تشریح۔ درج ذیل مقامات پر یہ پروگرام منعقد ہوئے۔

۱) مسجد جامع القرآن۔ قرآن اکیڈمی کراچی ـــــ (مترجم : جناب اعجاز لطیف)

۲) میٹ ٹریٹ شادی ہال' گلشن اقبال کراچی
ـــــ (مترجم : جناب انجینئر نوید احمد)

۳) قرآن اکیڈمی' ملتان ـــــ (مترجم : جناب ڈاکٹر محمد طاہر خان خاکوانی)

۴) مسجد مکتب خدام القرآن' والٹن لاہور ـــــ (مترجم : جناب فتح محمد قریشی)

۵) جامع القرآن' قرآن اکیڈمی لاہور ـــــ (یہاں اس مرتبہ امیر محترم نے خصوصی پروگرام خلاصۂ مباحث قرآن بیان کرنے کی سعادت حاصل کی ہر روز ۲ گھنٹے کا بیان ہوا۔ پہلے ۸ رکعت نماز تراویح سے قبل ایک گھنٹہ بیان پھر ۱۲ رکعت سے قبل ایک گھنٹہ بیان)

۶) قرآن ہال سرگودھا ـــــ (مترجم : جناب خالد محمود عباسی)

۷) دفتر مسلم لیگ نزد تالاب والی مسجد سانگلہ ہل
ـــــ (مترجم : جناب رحمت اللہ بٹر' بزبان پنجابی)

۸) دفتر انجمن خدام القرآن فیصل آباد ـــــ (مترجم : جناب رشید عمر)

۹) دفتر تنظیم اسلامی فیصل آباد شرقی ـــــ (مترجم : جناب محمد فاروق)

۱۰) مسجد تنظیم اسلامی' میانوالی ـــــ (مترجم : جناب بشیر احمد)

۱۱) برمکان عظمت ممتاز ثاقب' اسلام آباد ـــــ (مترجم : جناب عاطف وحید)

۱۲) جامع مسجد عمر فاروق' گجرات ـــــ (مترجم : جناب عبدالرؤف)

۱۳) مدرسہ شمس النساء' منظور کالونی کراچی ـــــ (مترجم : جناب فیصل منصوری)

۱۴) مسجد العزیز رچنا ٹاؤن فیروز والہ ـــــ (مترجم : جناب حافظ علاؤالدین خان)

(b) بعد از نماز تراویح مکمل دورۂ ترجمۃ القرآن

۱) برمکان ڈاکٹر احتشام الحق صدیقی' نیو کراچی ـــــ (مترجم : جناب عبدالمقتدر)

۲) جامع مسجد یاسین آباد' فیڈرل بی ایریا کراچی ـــــ (مترجم : جلال الدین اکبر)

۳) کوچنگ سنٹر K ایریا' کورنگی نمبر 5' کراچی ـــــ (مترجم : اقبال احمد صدیقی)

۴) مسجد طیبہ' زمان ٹاؤن' کورنگی نمبر ۴' کراچی
ـــــ (مترجم : جناب عمران لطیف کھوکھر / یونس واجد)

۵) برنس روڈ گلی نمبر ۴ کراچی ـــــ (یہ پروگرام سڑک کے کنارے ٹینٹ لگا کر کیا گیا) ـــــ (مترجم : جناب شجاع الدین شیخ)

۶) دارالقرآن' اللہ بخش سٹریٹ وسن پورہ لاہور
ـــــ (مترجم : جناب عبدالرزاق قمر)

۷) مسجد نور' چوک مارکیٹ' گلستان کالونی مصطفیٰ آباد لاہور
ـــــ (مترجم : جناب اقبال حسین)

۸) مسجد چاہ جناں والی' سیالکوٹ ـــــ (مترجم : جناب شمس العارفین)

۹) جامع مسجد عثمانیہ' ڈسکہ ـــــ (مترجم : جناب شاہد اسلم)

۱۰) مسجد السید ہسپتال' ایبٹ آباد ـــــ (مترجم : جناب ذوالفقار علی)

۱۱) جامع مسجد اوچ۔ بٹ خیلہ۔ سرحد (دن ۱۲ بجے تا نماز عصر)
ـــــ (مترجم : جناب مولانا غلام اللہ حقانی)

۱۲) برمکان جمیل احمد لانڈھی' کراچی ـــــ (مترجم : عامر خان / افتخار عالم خان)

خواتین کے پروگرام

۵) برمکان اعجاز لطیف' کراچی۔ صبح ۱۰ بجے ـــــ (مترجمہ : بیگم اعجاز لطیف صاحبہ)

۶) برمکان ابوذر ہاشمی لانڈھی' کراچی۔ ۸ بجے شب
ـــــ (مترجم : جناب عزیز و افتخار عالم)

(c) نماز تراویح کے بعد مختصر پروگرام

۱) برمکان عبدالرزاق خان نیازی' بلدیہ ٹاؤن کراچی
ـــــ (جناب عبدالرزاق خان نیازی)

۲) برمکان اختر ندیم PECHS کراچی ـــــ (جناب اختر ندیم)

۳) ریلوے آفیسرز کلب' سکھر ـــــ (جناب غلام محمد سومرو / خالد محمود سومرو)

۴) برمکان محمد اختر خان' تاج پورہ لاہور ـــــ (جناب حافظ محمد اشرف)

۵) برمکان محمد ظہیر اعوان النور کالونی راولپنڈی ـــــ (جناب شمس الحق اعوان)

۶) مسجد ربانیہ آباد' راولپنڈی ـــــ (جناب محبوب ربانی)

۷) مسجد سول ہسپتال گوجر خان ـــــ (جناب محمد مشتاق)

۸) شیخوپورہ ـــــ (جناب قیصر جمال فیاضی)

۹) مسجد محکمہ انہار۔ جہلم (بعد نماز فجر ۴۰ منٹ) ـــــ (جناب محمد اشرف)

۱۰) مدینہ مسجد سکندر پورہ پشاور' (بعد نماز تراویح ڈیڑھ گھنٹہ)
ـــــ (جناب غلام مقصود)

۱۱) جامع مسجد عبیداللہ جھنگ صدر ـــــ (جناب انجینئر مختار حسین فاروقی)

(d) بعد نماز تراویح ترجمۃ القرآن کے مکمل و مختصر پروگرام

بذریعہ ویڈیو کیسٹ

۱) برمکان محمد سلیم' ماڈل کالونی' کراچی

۲) برمکان بشیر احمد سلیمی' ملیر کینٹ' کراچی

۳) برمکان طارق محمود ملک' ٹاؤن شپ' کراچی

۴) دفتر تنظیم اسلامی' اسلام چوک اورنگی ٹاؤن' کراچی

۵) برمکان سعید اظہر عاصم' ریلوے کالونی' ملتان

۶) برمکان متصل جامع مسجد' ڈیرہ غازی خان

۷) برمکان رفیق تنظیم' عبدالحکیم' حلقہ پنجاب جنوبی

۸) برمکان محمد احمد' قصور پورہ راوی روڈ' لاہور

۹) برمکان نثار احمد خان' سنت نگر' لاہور

۱۰) لئیق منزل' چوہان روڈ' اسلام پورہ لاہور

۱۱) برمکان رحم علی 'الریاض کالونی' لاہور
۱۲) برمکان اخلاق احمد نواں کوٹ لاہور (بعد نماز تراویح ایک گھنٹہ)
۱۳) برمکان امیرالدین 'چاہ وزیروالا لاہور (بعد نماز تراویح ایک گھنٹہ)
۱۴) برمکان فیاض اختر میاں 'علامہ اقبال روڈ لاہور (ایک گھنٹہ)
۱۵) کینال ویو ہاؤسنگ سوسائٹی 'لاہور
۱۶) برمکان سید احمد حسن شاہ 'انکم ٹیکس کالونی 'لاہور (ایک گھنٹہ)
۱۷) برمکان محمد عباس 'رحمان پورہ لاہور (بعد نماز تراویح ایک گھنٹہ)
۱۸) برمکان محمد سلیم قمر 'دوپٹہ کالونی اچھرہ لاہور (بعد نماز تراویح ایک گھنٹہ)
۱۹) پیراگون کمپیوٹر کالج 'نشتر کالونی لاہور (بذریعہ کمپیوٹر سی ڈی)
۲۰) دفتر تنظیم اسلامی مظفر آباد 'آزاد کشمیر (روزانہ 8:30 تا 11:30 بجے)
۲۱) برمکان محمد مختار تیمر گرہ 'سرحد (بعد نماز تراویح 'دو گھنٹے)
۲۲) برمکان رفیق تنظیم 'کینٹ 'پشاور (بعد نماز تراویح 'دو گھنٹے)
۲۳) برمکان محمد سلیم 8-I اسلام آباد' (بعد نماز تراویح دو گھنٹے)
۲۴) برمکان غلام رسول غازی قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد (عصر تا مغرب)
ـــ برائے خواتین (صبح ۱۱ تا ۱۲:۳۰)
۲۵) دفتر تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ (بعد نماز تراویح)
۲۶) برمکان ڈاکٹر فقیر محمد 'علامہ اقبال ٹاؤن' راولپنڈی
۲۷) برمکان اشتیاق حسین 'لالہ رخ کالونی' راولپنڈی
۲۸) برمکان محمد شمیم اختر 'مسلم ٹاؤن' راولپنڈی
۲۹) برمکان یوسف عزیز 'محمدی کالونی' راولپنڈی
۳۰) دفتر تنظیم اسلامی 'ایبٹ آباد
۳۱) برمکان ذوالفقار علی 'ایبٹ آباد (برائے خواتین صبح ۱۰ تا ۱۱ بجے)
۳۲) برمکان حسن اختر کمال آباد' راولپنڈی
۳۳) برکلینک ڈاکٹر جاوید کوہ نور کالونی' راولپنڈی
۳۴) برمکان ڈاکٹر محمد امین 'کینٹ کوئٹہ
۳۵) برمکان حکیم جماعت علی مین بازار' صادق آباد

"متحدہ اسلامی محاذ" کے نام سے امیر تنظیم اسلامی کی جانب سے دینی جماعتوں کے غیر سیاسی اتحاد کی تجویز پر امیر جماعت اسلامی محترم قاضی حسین احمد اور امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی ملاقات کا ایک منظر۔ یہ ملاقات قرآن اکیڈمی میں ہوئی۔ محترم قاضی صاحب نے امیر تنظیم کی تجویز سے اتفاق کا اظہار تو اگرچہ نہیں کیا۔ تاہم اس تجویز پر مزید غور کرنے کا وعدہ ضرور کیا جسے قومی اخبارات نے رات کی ناکامی پر محمول کیا۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ تیل اور سونے کے بڑے ذخائر ملنے تک فارن کرنسی اکاؤنٹ بحال نہیں ہو سکتے۔ (اسحٰق ڈار)

✪ اسے کہتے ہیں "چوری اور سینہ زوری"

☆ زندگی بھر پھر پاکستان نہیں جاؤں گا۔ (الطاف حسین)

✪ آپ کا یہ فیصلہ بھی آپ کی "حب الوطنی" کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

☆ صدر کے بیٹے پر شراب نوشی کا الزام لگانے والے پولیس آفیسروں کے خلاف سخت کارروائی کا فیصلہ۔

✪ کون کہتا ہے صدر پاکستان کے "اختیارات" کم کر دیئے گئے ہیں۔

☆ بے نظیر سے کوئی اختلاف نہیں۔ (طاہر القادری)

✪ آپ کا فرمان بجا مگر.....

☆ اپریل تک واپڈا کے بعد ریلوے میں بھی فوج آجائے گی۔ (ایک خبر)

✪ اللہ نہ کرے کہ اسمبلیوں میں بھی فوج کو طلب کرنا پڑ جائے!

☆ لغاری چور دروازوں سے اقتدار کے خواب دیکھنا چھوڑ دیں۔

✪ مہربانی کر کے خواب دیکھنے پر تو پابندی نہ لگائیں!

☆ مردم شناس نہیں ہوں۔ (بے نظیر)

✪ محترمہ! یہی تو آپ کی سب سے بڑی غلطی ہے۔

☆ وزیراعظم نے سعودی عرب کے دورہ میں قومی خزانے سے ۶ ہزار ڈالر بطور ٹپ دیئے۔

✪ اسے کہتے ہیں "حلوائی کی دکان پر نانا جی کی فاتحہ"۔

"انسانوں کی فصل تو بہت ہے مگر اسے سمیٹنے والے مزدور بہت تھوڑے ہیں"

دین کی نصرت کرنے والوں کو دنیا میں امن و سکون اور آخرت میں ابدی نعمتوں والی جنت کا "بمپر پرائز" دیا جائے گا

آستانۂ الٰہی پر دس روزہ قیام

تحریر : نعیم اختر عدنان

قرآن مجید میں' جسے انسانیت کے لئے کتاب ہدایت اور اہل ایمان کے لئے مجسم رحمت قرار دیا گیا ہے' اللہ تعالیٰ کی شانِ رحیمی کا بار بار تذکرہ موجود ہے۔ خالق کائنات رب العالمین کی حیثیت سے اپنی مخلوقات پر انتہا درجہ مہربان ہے۔ خالق کائنات کی اس رحمت کا مظہر کمال رحمۃ للعالمین ﷺ ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا آخری اور مکمل کلام نازل فرمایا اور اس حوالے سے اہل ایمان کو رمضان المبارک جیسا بابرکت و مبارک اور عظمتوں والا مہینہ عطا فرمایا۔ تقویٰ کو روزہ کی عبادت کا حاصل قرار دیا گیا ہے تقویٰ کی اس دولت سے قرآن جیسی کتاب ہدایت سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید وہ لاریب کتاب ہے جو بھٹکتی ہوئی انسانیت کو گم کردہ راستوں سے صراط مستقیم پر گامزن کر سکتی ہے۔ اس کتاب ہدایت میں بیان کردہ دستورِ حیات کے اہم پہلوؤں پر اگر انسان اپنی توجہ مرکوز کرے تو اللہ تعالیٰ کے لئے قلب کی گہرائیوں سے شکر گزاری کے جذبات اُمنڈ آتے ہیں۔ یہی شکر گزاری کا جذبہ قلبی احساسات و جذبات سے آگے بڑھ کر انسان کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ شکر کی ادائیگی کا اعلیٰ ترین مرتبہ اعضاء و جوارح سے منعم کی شکر گزاری ہے۔ شکر گزاری کے اس جذبہ کو عبادت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ انسانوں کو ان کے مقصد تخلیق کی جانب متوجہ کرنے اور اس فریضہ کی ادائیگی کی تلقین کے لئے نبوت و رسالت کا سلسلۂ رشد و ہدایت جاری رہا۔ مگر اب ختم نبوت اور تکمیل رسالت کے بعد اس عظیم مقصد کی انجام دہی کے لئے اُمت مسلمہ کو حق و انصاف کا علمبردار بنا دیا گیا ہے۔

اس عظیم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے روزہ کی عبادت کو خاص اہمیت حاصل ہے اس لئے کہ یہ عبادت انسان کے سرکش و منہ زور نفس (نفس امارہ) کو لگام ڈال دیتی ہے۔ رمضان المبارک کی بے پایاں و بے حد و حساب رحمتوں کو حضورؐ نے تین عشروں میں تقسیم فرما کر پہلے عشرے کو "عشرۂ رحمت" دوسرے کو "عشرۂ مغفرت" اور تیسرے کو "جہنم سے چھٹکارا" سے تعبیر کیا ہے۔ اس آخری عشرہ میں اعتکاف کی عبادت مقرر کر دی گئی تاکہ اہل ایمان اپنے بیوی بچوں' کاروبار و ملازمت' سیر و شکار' دل لگی و دلبستگی کے بکھیڑوں کو چھوڑ کر مساجد میں' جنہیں بجا طور پر "الٰہی آستانوں" کی حیثیت حاصل ہے' معتکف ہو جائیں۔ سب سے کٹ کر خود کو ایک سے وابستہ اور خود کو خدا کے قریب کر لیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے رسالت مآب ﷺ رمضان المبارک میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ گویا رمضان کے آخری عشرے میں معتکف ہونا قرآنی حکم بھی ہے اور رسول رحمتؐ کی پیروی اور اتباع بھی۔

گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی راقم کو معتکف ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ دس روزہ اعتکاف میں دیگر معمولات کے ساتھ دو اہم ترین مصروفیات رہیں۔ ایک قرآن حکیم کی تلاوت اور اس پر غور و تدبر' دوسرے روزانہ دعوتی نشست۔ گزشتہ سال کی طرح جامع مسجد لاہانی پیپلز کالونی فیروز والا میں وعظ و نصیحت کا بھرپور موقع حاصل رہا۔ روزانہ نماز فجر کے بعد "تفہیم دین" کے عنوان سے تقریباً آدھ تا پون گھنٹہ دورانیہ پر محیط دعوتی خطاب ہوتا رہا۔ روزہ کی غرض و غایت' عبادت کا اصل مفہوم' قرآن مجید کے حقوق' نماز' زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ' بندۂ مؤمن کے دینی فرائض' اخلاق حسنہ اور "اہل جنت کے لئے انعامات" جیسے موضوعات زیر بحث آئے۔ اس نشست میں تقریباً دو صد احباب شریک ہوتے رہے۔ علاوہ ازیں جمعۃ الوداع کے موقع پر "انسان' رمضان' قرآن اور پاکستان" کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس روز چونکہ رمضان المبارک کی عظیم و بابرکت رات یعنی ۲۷ ویں شب تھی' چنانچہ ختم قرآن کی تقریب میں "قرآن حکیم کی عظمت و اہمیت اور ہماری ذمہ داریاں" کے موضوع پر پون گھنٹہ دورانیہ پر مشتمل خطاب کا موقع ملا۔ ان دعوتی گفتگوؤں کے پس منظر میں حضرت مسیح علیہ السلام کا فرمان دین کی دعوت و اقامت کی جدوجہد کرنے والوں کے لئے دعوت فکر سے پُر ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا کہ "فصل تو بہت ہے مگر اس کو سمیٹنے والے مزدور بہت کم ہیں"۔ تنظیم اسلامی کے رفقاء کی خدمت میں حضرت مسیحؑ کا یہ فرمان اس لئے پیش کیا جا رہا ہے کہ اس میں ہمیں پیش آمدہ صورت حال کی عکاسی نظر آتی ہے۔

پاکستان جیسی مملکت خداداد میں ہمارے سامنے دعوت دین کا وسیع میدان موجود ہے مگر اس میدان میں سرگرم عمل رہنے والے بے لوث کارکنوں کی شدید قلت ہے۔ دین کا ہمہ گیر تصور' فرائض دینی کا جامع تصور اور اسے غالب کرنے کا نبویؐ منہاج' جن لوگوں کے پاس ایسی گراں بہا دولت ہو مگر وہ پھر بھی دعوت و اقامت دین کی جدوجہد میں دیوانے اور مجنون نہ بنیں تو یہ رویہ قابل افسوس ہی نہیں حیرت کا باعث بھی ہے۔ بہرحال دعوت و اقامت دین کے عظیم فریضہ کی ادائیگی کے لئے انسانوں کی فصل کاٹنا یقیناً صاحب نصیب لوگوں ہی کا کام ہے' ایسے ہی لوگوں کے بارے میں قرآن مجید میں فرمان خداوندی ہے کہ "اور اس سے اچھی بات کس کی ہے جو لوگوں اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں ہی میں سے ہوں" یعنی فرقہ بندی کی تنگنائیوں اور مسالک کی حد بندیوں سے بلند تر اور بالا تر ہو کر با عمل اور صاحب کردار داعی کا روپ دھار کر خود کو اُمت مسلمہ کا ایک فرد سمجھتے ہوئے یہ بلند تر کام سرانجام دے تو معاشرے کے سلیم الفطرت افراد کے دلوں میں یہ دعوت لازماً اپنا اثر پیدا کرتی ہے۔ جس کا جی چاہے ان اصولوں کو اپنا کر اس حقیقت کا مشاہدہ کر لے۔ شرط صرف یہ ہے کہ بات دین کی ہو' اسے کہنے والا خلوص و اخلاص کی پونجی کا حامل ہو' خود کو کسی ٹریڈ مارک اور مخصوص لیبل سے بلند تر ثابت کر دے تو ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اعتکاف سے ایک روز قبل جامع مسجد گول عمر پارک امامیہ کالونی میں مسجد ہذا کے خطیب برادرم مولانا حاجی محمد اسلم صاحب کی محبت بھری دعوت خطاب ملی۔ مولانا موصوف کی مسجد میں طویل وقفہ کے بعد حاضری کا موقعہ ملا۔ تین صد نمازی حضرات کے سامنے بعد نماز فجر پون گھنٹہ تک "انسان کی اصل حقیقت" کے موضوع پر خطاب ہوا' اس خطاب کو "دل را بہ دل رہیست" کے مصداق سامعین میں خوب پذیرائی حاصل ہوئی۔

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

جی دارالسلام (آزاد کشمیر) کا شب بسری پروگرام

۱۴/دسمبر کی ہفتہ وار نشست کے دوران مقامی امیر جناب سید محمد آزاد نے ۱۷/دسمبر کو شب بسری کے پروگرام کا اعلان کیا۔ چنانچہ جمعرات ۱۷ / دسمبر ۹۸ء کو بعد نماز مغرب جناب سید محمد آزاد نے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۸۳ کو موضوع سخن بنایا۔ یہ پروگرام استقبال رمضان کے حوالے سے منعقد کیا گیا تھا۔ آپ نے روزے کا مقصد تقویٰ کا حصول قرار دیا اور کہا کہ یہی اصلاً تمام عبادات کا محاصل ہے تاکہ انسان کے اندر اللہ کا خوف و خشیت پیدا ہو اور انسان ہر کام کرنے سے پہلے سوچے کہ میرے اس کام سے میرا رب اور میرا رسولؐ ناراض تو نہیں ہوں گے۔

انہوں نے کہا کہ اللہ نے ہر انسان کے اندر خیر و شر کی حس رکھی ہوئی ہے۔ انسان دنیا کے کاموں میں لگے لگے برائیوں میں ملوث ہو جاتا ہے حتیٰ کہ خیر کی حس گدلی اور زنگ آلود ہو جاتی ہے۔ دنیاوی کاموں میں مصروف رہنے سے اس خیر و شر پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ ہمارا مقصد ان پردوں کو ہٹا کر خیر و شر میں تمیز کرنے والی حس کو بیدار کرنا ہے تاکہ لوگ جس مقصد زندگی کو بھولے بیٹھے ہیں' وہ انہیں یاد دلایا جائے۔

قرآن و حدیث کے مطابق ایک بندۂ مؤمن کے ذمے تین فرائض ہیں۔ ان میں پہلا فرض خود بندگی رب اختیار کرنا جبکہ دوسرا فرض دعوت دین کی ادائیگی کا بندوبست کرنا ہے' دین کو دوسروں تک پہنچانا ہے۔ حضورؐ کو قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے: ﴿ يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ﴾ اللہ کے حبیب نے اس فرض کی ادائیگی کی۔

ان کے بعد اب یہ اس امت کا فرض منصبی ہے اس لئے کہ اب قیامت تک کوئی نبی یا رسول تو نہیں آئے گا۔ اب حضورؐ کے نمائندے کی حیثیت سے ہر فرد نے تبلیغ دین کرنی ہے۔ تیسرا فرض غلبہ دین کی جدوجہد کرنا ہے' اللہ کی زمین پر اللہ کا دین قائم ہو تو قائم رکھنا فرض ہے لیکن اگر قائم نہ ہو تو قائم کرنا فرض ہے۔ جیسا کہ آج کل دین پامال ہے' اس مقصد کے لئے وقت' جان' مال' اپنی صلاحیتوں اور اپنی توانائیوں کو کھپانا فرض ہے۔

یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہمیں پختہ یقین ہو کہ یہ ہمارے خالق' مالک' حاجت روا اور مشکل کشا کا حکم ہے۔ پھر یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ حضورؐ کے فرمان کے مطابق ایک وقت آنے والا ہے کہ اللہ کی زمین پر اس کی حکمرانی قائم ہو گی جیسے حضورؐ اور خلفاء کے زمانے میں قائم ہوئی تھی۔

اس وقت رب کے نظام کو پاؤں تلے روندا جا رہا ہے۔ ہمارا معاشی نظام سودی لعنت پر مبنی اور معاشرتی نظام ہندوانہ ہے۔ ہمارا سیاسی نظام مغربی جمہوری نظام ہے جس میں عوام کی حکمرانی کا راگ الاپ کر عوام کو بیوقوف بنایا جاتا ہے۔ ہماری غیرت و حمیت کا تقاضا یہ ہے کہ رب کی دھرتی پر سے باغیانہ اور باطل نظام کو مٹا کر اسلام کے عادلانہ نظام کو قائم کرنے کے لئے تن من دھن لگائیں۔ تنظیم اسلامی اس ظلم و جور کو ختم کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ یہ بندگیٔ رب' دعوتِ دین اور اقامت دین کی جدوجہد کے نتیجہ میں ہو گا۔ ان شاء اللہ! اللہ ہمیں تینوں فرائض کما حقہ' ادا کرنے کی ہمت دے' عادلانہ نظام کے قیام کے لئے جان و مال کھپانے کی طاقت عطا فرمائے بلکہ اس آیت کا مصداق بنائے ﴿ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾ آمین!

صبح چار بجے بیداری کے بعد انفرادی نوافل ادا کئے گئے۔ سورۃ البقرہ کا ۲۳واں رکوع حفظ کرنے کی کوشش کی گئی۔ نماز فجر کے بعد آزاد صاحب نے مذکورہ رکوع کا ترجمہ اور مختصر تشریح کی۔ اس نشست میں ۱۰ رفقاء کے علاوہ ۸ احباب نے شرکت کی۔ اس کے بعد ناشتہ ہوا' دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ : غلام سلطان)

اُسرہ بی بیوڑ (پشاور) کی دعوتی سرگرمیاں

۳۱/دسمبر کو اُسرہ بی بیوڑ سے ۷ رکنی قافلہ گاؤں شموڑگار روانہ ہوا جس میں ۵ رفقاء اور ۲ احباب شامل تھے۔ پروگرام کا آغاز راقم کے درس قرآن سے ہوا جس میں ۲۵ افراد نے شرکت کی۔ بعد ازاں ایک مذاکرہ ہوا جس میں ۷ افراد نے شرکت کی۔ اسی روز تبلیغی حضرات کا ہفتہ وار گشت ہوتا ہے' انہوں نے ہمارے ساتھ بہت تعاون کیا اور عصر کا وقت ہم کو دیا اور اسی پروگرام کے لئے گشت کیا جس میں ایک رفیق ہمارا بھی شامل تھا۔ نماز عصر سے پہلے راقم نے مذہب اور دین کا فرق اور نظام خلافت کی ضرورت پر خطاب کیا جس میں تقریباً ۱۷۰ افراد نے شرکت کی۔ بعد ازاں نماز کے بعد ممتاز بخت نے فرائض دینی کے جامع تصور پر خطاب کیا جس میں ۱۶۰ افراد نے شرکت کی' یوں یہ پروگرام ختم ہوا۔ اس کے علاوہ دفتر تنظیم اسلامی بی بیوڑ میں نماز تراویح کے بعد دورۂ ترجمہ قرآن بذریعہ آڈیو کیسٹ منعقد ہوتا ہے جس میں رفقاء و احباب شریک ہوتے ہیں (رپورٹ : حسین احمد)

اُسرہ حسن ابدال کی دعوتی سرگرمیاں

ناظم حلقہ پنجاب نے پانچ اُسرہ جات حسن ابدال' دارالامن واہ کینٹ' حطار ہری پور' اٹک اور کامرہ کینٹ کا ایک نیا نظم قائم کر کے غلام اصغر صدیقی صاحب کو ناظم دعوت مقرر کیا ہے۔ تمام اسرہ جات کی تنظیمی و دعوتی سرگرمیاں اپنے اپنے علاقہ میں ہوتی ہیں جبکہ تربیتی پروگرام مشترکہ ہوتا ہے۔ ماہ شعبان کے آخری جمعۃ المبارک کو اُسرہ حسن ابدال کے زیر اہتمام مبتدی رفیق جناب محمد جمیل کی رہائش پر معمول کے علاوہ ایک خصوصی دعوتی پروگرام بعنوان "رمضان' قرآن اور پاکستان" کا اہتمام کیا گیا۔ جناب محمد شفاء اللہ نے ماہ رمضان' قرآن اور پاکستان کے باہمی تعلق کو قرآن اور احادیث کی روشنی میں شرکاء پر واضح کیا اور انہیں ذمہ داریوں کا احساس بھی دلایا۔ شفاء اللہ صاحب نے فرمایا کہ رمضان کی اس لئے بھی اہمیت ہے کہ اس میں قرآن مجید' فرقان حمید آسمانِ دُنیا پر نازل ہوا' اس ماہ میں وہ شب قدر ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ اسی ماہ کی ۲۷ ویں شب کو اللہ تعالیٰ نے دو حصوں پر مشتمل پاکستان عطا فرمایا جس کے قیام کی جدوجہد کے دوران وعدہ کیا گیا تھا کہ یہاں اسلامی نظام نافذ کیا جائے گا۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ نصف صدی بعد بھی ہم اللہ کا دین نافذ نہ کر سکے' جس کی نقد سزا ۲۵۱ سال بعد یہ ملی کہ ملک دولخت ہو گیا اور باقی رہ جانے والے ملک میں ہر لحاظ سے بدامنی و پریشانی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اجتماعی توبہ کی جائے' قرآن کی طرف رجوع کیا جائے' جو نسخہ کیمیا ہے' اور اللہ کا دین حق نافذ کرنے کی کوشش تن من دھن سے کی جائے۔ اس اجتماع میں تقریباً ۳۰ افراد نے شرکت فرمائی۔ (رپورٹ : محمد سلیم صدیقی)

بقیہ : حدیث دل

رویت ہلال کمیٹی کی نظر عنایت سے معتکفین حضرات کے ساتھ ساتھ پوری قوم گومگو کا شکار رہی مگر راقم نے اس عرصہ کا بہترین مصرف ڈھونڈ نکالا اور نماز تراویح کی ادائیگی کے بعد کا وقت خطاب عید کی تیاری میں لگا دیا۔ لاثانی مسجد کی انتظامیہ نے چند سال قبل فیروزوالا میں عید گاہ کی بنیاد ڈالی۔ لاثانی عید گاہ میں اہلیان فیروزوالا کا سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ مرد حضرات نماز عید و سیع و عریض عید گاہ میں ادا کرتے ہیں جبکہ خواتین کے لئے مسجد میں نماز کی ادائیگی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ لگ بھگ دو ہزار مرد و خواتین کے اجتماع سے خطاب کی سعادت حاصل ہوئی۔

یہ سطور لکھتے وقت راقم کے ذہن و قلب میں ایک خاص قسم کا تاثر موجود ہے جسے الفاظ کا جامہ پہنانا ممکن نہیں۔ تاہم ایک بات کہنا چاہوں گا وہ یہ کہ اس وقت مالیاتی ادارے اپنے کھاتہ داروں کو کروڑ پتی بننے کی دعوت بڑے بلند آہنگ دے رہے ہیں جس میں ہر کوئی شریک ہونا چاہتا ہے۔ دوسری طرف اس کائنات ارضی و سماوی کے تمام خزانوں کا مالک "فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ" اور "إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ" کی پکار لگا رہا ہے کہ ہے کوئی جو دینِ حق کی نصرت و اقامت کے لئے اپنے جان و مال کی توانائیاں لگائے تاکہ ایسے لوگوں کو دنیا میں سکون و اطمینان کی دولت سے مالا مال کر کے آخرت میں ابدی نعمتوں والی جنت کا "بمپر" پرائز دیا جا سکے۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8' شمارہ 4
سالانہ زرتعاون -/175 روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طالع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت : 36۔کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 03-5869501

معاونین برائے مدیر :
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت : شیخ رحیم الدین

قمری حساب سے پاکستان کی عمر کے **54** ویں سال کے آغاز پر ایک لمحۂ فکریہ!

جملہ دینی جماعتیں اور مذہبی قیادتیں غور فرمائیں کہ

کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے؟

کہ پاکستان کے مستقبل کو جو داخلی اور خارجی خطرات لاحق ہیں' اور خود سوزی اور خود کشی کے بڑھتے ہوئے واقعات کی صورت میں اللہ کے کسی بڑے عذاب کے جو آثار نظر آ رہے ہیں ان کے پیش نظر اپنے اپنے جماعتی اور گروہی حصاروں سے باہر نکل کر ایک ایسا

متحدہ اسلامی محاذ

تشکیل دیں ——— جو ——— بتوفیق الٰہی :

☆ اقتدار کی کشاکش سے کنارہ کش رہتے ہوئے' کسی شخص یا جماعت کو "ہٹاؤ" نہیں بلکہ "اسلام لاؤ" کی عوامی تحریک چلائے۔

☆ اور اس کیلئے خالص قرآنی لائحہ عمل یعنی "دعوت اِلی الخیر' اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر" (آل عمران : ۱۰۴) سے اپنی جدوجہد کا آغاز کرے۔

☆ اور معتدبہ قوت حاصل ہونے پر "نھی عن المنکر بالید" یعنی برائی کے خلاف طاقت کے استعمال کے ضمن میں پُرامن مظاہروں' ہڑتالوں' گھیراؤں حتیٰ کہ سول نافرمانی کی صورت اختیار کرلے!

☆ تا آنکہ یا سلطنت خداداد پاکستان میں دین حق کا نظامِ عدلِ اجتماعی قائم' اور شریعت اسلامی کا عادلانہ قانون نافذ ہو جائے' یا اللہ ہمیں شہادت کی موت عطا فرمادے!

اِس مقصد کیلئے اِن شاء اللہ جلد ہی میں خود بھی زعمائے ملت کے درہائے عالی پر حاضری دوں گا ——— تاہم سبقت اِلی الخیر کے خواہاں حضرات مجھ سے رابطہ میں پہل کریں گے تو یقیناً عند اللہ ماجور ہونگے۔

واضح رہے کہ تنظیم اسلامی مجوزہ محاذ کی داعی تو ہے لیکن کسی عہدے کی ہرگز طالب نہیں!

الداعی الی الخیر ——— خاکسار **اسرار احمد** عفی عنہ ——— امیر تنظیم اسلامی

○ 36۔کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور ○ فون : 3-5869501 ○ فیکس : **5834000**